جیل کا خواب
اشتیاق احمد
Uploaded for:
www.urdufanz.com
By: SHJ3

محمود، فاروق، فرزانہ اور

انسپکٹر جمشید سیریز......ناول نمبر 687

جیل کا خواب

اشتیاق احمد

نئی نسل کے لئے

نیا ادب.......

حیرت، تجسس اور سراغ رسانی کے انوکھے رنگ!

نام ناول.............. جیل کا خواب
ناشر.............. اشتیاق احمد
تزئین.............. محمد سعید نامدار
سرکولیشن.............. محمد یار میجر
کمپوزر.............. اے۔ آر۔ فاروقی
قیمت.............. 18 روپے

گنج شکر پرنٹرز سے چھپوا کر انداز بک ڈپو لاہور سے شائع کیا۔

انداز بک ڈپو
9/12 نصیر آباد۔ ساندہ کلاں۔ لاہور
فون 7112969-7246356

اسٹاکسٹ: محبوب بک ڈپو۔ اردو بازار لاہور

حدیث نبوی ﷺ

عوف ؓ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ میرے پروردگار کی طرف سے ایک آنے والا آیا ہے۔ اس نے مجھ کو اس بات کا اختیار دیا ہے کہ ان دو باتوں میں سے ایک پسند کرلیں یا تو آپ کی نصف امت جنت میں داخل کردی جائے گی یا شفاعت اختیار کرلیں۔ میں نے شفاعت کو پسند کیا اور یہ اس شخص کے لیے ہے جو اس حال میں مرے کہ اللہ کے ساتھ شرک نہ کرتا ہو۔

(ترمذی ابن ماجہ)

انس رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ کیا ہوا ہے کہ میری امت میں سے چار لاکھ بغیر حساب کے جنت میں داخل کرے گا۔ ابو بکر نے کہا۔ ہم کو زیادہ کریں، اے اللہ کے رسول۔ آپ ﷺ نے دونوں ہاتھوں سے لپ بنائیں اور ان کو جمع کیا۔ ابو بکر نے کہا اے اللہ کے رسول ہم کو زیادہ کریں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ اے ابو بکر ہمیں چھوڑ دیں۔ ابو بکر نے کہا۔ تجھے کیا ہے اگر اللہ تعالیٰ ہم سب کو جنت میں داخل فرمادے۔ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے۔ بے شک اگر اللہ عزوجل چاہے تو اپنی سب مخلوق کو ایک ہی لپ سے جنت میں داخل کردے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ عمرؓ نے سچ کہا۔

(روایت کی اس کو شرح السنہ میں)

دو باتیں

السلام علیکم! یہ چھے سو ستاسی واں ناول ہے... نام ہے جیل کا خواب... اس لیے کہ اس ناول کا ایک کردار ہر وقت جیل جانے کا خواب دیکھتا رہتا تھا... جی ہاں ایسے لوگ بھی دنیا میں موجود ہیں... آپ کو حیرت تو ہو گی... لیکن یہ سب بالکل سچ ہے... جب کوئی شریف انسان اتفاقی طور پر کوئی جرم کر بیٹھے اور جیل چلا جائے تو جس قدر بے چین وہ جیل سے باہر آنے کے لیے ہوتا ہے... اسی قدر یہ لوگ جیل جانے کے لیے ہوتے ہیں... آخر کیوں... ہے نا عجیب بات... یہ عجیب بات آپ کو ناول میں اس وقت نظر آئے گی جب آپ ناول پڑھ لیں گے... ناول تو بہر حال آپ کے ہاتھ میں ہے ہی... اس کی بات چھوڑیں... کل ایک قاری سلطان صاحب کا فون آیا... کہہ رہے تھے کہ سرورق بہت پھیکے آ رہے ہیں۔

ان کی بات سن کر مجھے حیرت ہوئی... کم از کم میرے قارئین کو تو سرورقوں کے چکر میں نہیں چکرانا چاہیے... ہاں نئے پڑھنے والے ضرور ایسی بات کر سکتے ہیں.. ورنہ قارئین کو تو ناول کی کہانی سے غرض ہوتی ہے... انہیں تو چاہے آپ بغیر سرورق کے ناول دے دیں... وہ اس کو بھی اسی ذوق شوق سے پڑھیں گے... آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے... کیا آپ بھی میری طرح سوچتے ہیں، یا سرورق رنگ برنگ اور بھڑک دار ہونے چاہئیں... سادہ سادہ سے نہیں ہونے چاہئیں.. امید ہے آپ بلا کھٹکے رائے دیں گے.. شکریہ!

اشتیاق احمد

چیخ خطرہ

"سر! میں ایک شخص کو بہت اچھی طرح جانتا ہوں..."

سب انسپکٹر اکرام کے اس جملے میں یوں تو کوئی خاص بات نہیں تھی اور اس نے جملہ پورا ابھی نہیں کہا تھا یا یہ کہ اس نے بات بھی پوری نہیں کی تھی پھر نہ جانے کیوں... انسپکٹر جمشید چونک اٹھے:

"کیا مطلب اکرام... اس شخص نے کیا کیا ہے... کیا کوئی قتل کر دیا اس نے اور اس کے باوجود وہ آج تک پکڑا نہیں گیا... یا اس قسم کی کوئی اور بات ہے۔"

"جی... جی نہیں... میں کیا بتاؤں... میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں۔" اس نے پھر کہا۔

"یہ تو میں بھی جان گیا ہوں... آگے کہو نا۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"وہ آج ہی انیسویں مرتبہ جیل سے باہر نکلا ہے... اور میرا دعویٰ ہے... وہ کل ہی پھر جیل چلا جائے گا۔"

"کک... کیا مطلب بھئی۔"

"میرا مطلب ہے... کل بیسویں مرتبہ وہ پھر جیل چلا

جائے گا۔"

"گویا وہ جیل جانے کی خود کوشش کرتا ہے۔"

"یہی بات ہے۔"

"تب یہ خطرناک بات ہے۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"اس لیے تو میں نے آپ کے سامنے رکھی ہے۔"

"شکریہ اکرام.. تمہارے خیال میں ہمیں کیا کرنا چاہیے۔"

"یہ تو آپ بتائیں سر۔"

"ہم یہ سوال محمود، فاروق اور فرزانہ سے کیوں نہ پوچھیں۔" انسپکٹر جمشید نے مسکرا کر کہا۔

"چلئے ایسا کر لیتے ہیں۔"

"آؤ پھر چلیں... آج تم میرے ساتھ پہلے گھر چلو۔"

وہ اس کے ساتھ گھر میں داخل ہوئے تو محمود، فاروق اور فرزانہ چونک اٹھے۔

"کیا ہو گیا ہے بھئی۔"

"خ خطرہ۔" فاروق نے ہانک لگائی۔

"یہ خ خطرہ کیا ہوتا ہے؟" اکرام ہنسا۔

"آپ کے ساتھ انکل اکرام کا آنا.. خطرے کی گھنٹی ہے۔" محمود جھٹ سے بولا۔

"اور آپ دونوں کے چہروں پر پراسرار مسکراہٹ ہمارے کانوں میں خطرے کا الارم بجا رہی ہے۔" فاروق نے بھی فوراً کہا۔

"اور آپ کی آنکھوں میں چھپی خاموشی ہمیں بتا دے رہی ہے... کوئی کیس شروع ہونے والا ہے... بلکہ شروع ہو چکا ہے... آپ تو اس کی خبر دینے آئے ہیں۔"

اب تینوں ٹکر ٹکر ان کی طرف دیکھنے لگے... وہ صحن میں آ کر بیٹھ گئے... پھر انسپکٹر جمشید نے پرسکون آواز میں ٹھہر ٹھہر کر کہا:

"تمہارے اندازے اتنے غلط نہیں ہیں... تمہارے انکل اکرام ایک شخص کو اچھی طرح جانتے ہیں۔" یہ کہتے ہوئے انہوں نے پھر بات درمیان میں چھوڑ دی۔

"یہ تو بہت اچھی بات ہے کہ یہ کسی شخص کو اچھی طرح جانتے ہیں..." فاروق نے منہ بنایا۔

"لیکن اس میں منہ بنانے والی کون سی بات ہے۔" محمود نے جل کر کہا۔

"ان کا کہنا ہے کہ وہ کل بیسویں مرتبہ جیل چلا جائے گا... جب کہ وہ آج ہی انیسویں مرتبہ جیل سے باہر آیا ہے۔"

"آپ کا مطلب ہے... وہ خود کوشش کر کے جیل چلا جاتا ہے۔"

"ہاں! اور ہم دونوں اس بارے میں تم سے مشورہ چاہتے ہیں۔"

"لے لیجیے... ہمارے پاس مشوروں کی کیا کمی ہے... اور پھر فرزانہ کے دماغ میں تو مشوروں اور ترکیبوں کا ہر وقت سٹاک رہتا

ہے۔" فاروق نے خوش ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے... فرزانہ تم بتاؤ... ہمیں کیا کرنا چاہیے۔"

"اس کی نگرانی شروع کرا دیں... دیکھیں تو سہی... وہ کرتا کیا ہے... پھر جس مجسٹریٹ صاحب کی عدالت میں اسے پیش کیا جائے... ان سے پہلے ہی ملاقات کر لیں... صورت حال بتائیں انہیں اور ان سے درخواست کریں کہ وہ اسے صرف جرمانے کی سزا سنا دیں... پھر دیکھیں گے... وہ کیا کرتا ہے... کیا پھر جیل جانے کی کوشش کرتا ہے۔"

"بہت خوب... لیکن میں اس پروگرام میں تھوڑی سی تبدیلی کرنا چاہتا ہوں۔"

"آپ اس میں بہت بڑی تبدیلی بھی کر سکتے ہیں، ہمیں کوئی اعتراض نہیں کیونکہ جو تبدیلی آپ کریں گے، وہ ہمارے ہی حق میں بہتر ہو گی۔"

"ہوں... ٹھیک ہے... میں چاہتا ہوں... اس کی نگرانی تم تینوں کرو اور کوشش کرو کہ وہ کوئی جرم نہ کرنے پائے۔"

اوہ... جی اچھا... یہ ہم کر لیں گے ان شاء اللہ۔"

"ہاں اکرام... اب ہو جائے اس کا نام، پتا وغیرہ... بیٹھنے اٹھنے کی جگہ۔" وہ بولے۔

"سر... اس کا نام کوکب لنگڑا ہے... 42 شانی روڈ پر رہتا ہے... لیکن اپنے گھر مشکل سے ہی ملتا ہے... ہاں ہوٹل صنوبر میں

زیادہ اٹھتا بیٹھتا ہے.. اس وقت بھی اگر جائیں.. تو وہیں مل جائے گا۔"

"اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں پہلے ہوٹل صنوبر ہی جانا ہو گا۔"

"بالکل جاؤ... اور کچھ کر کے دکھاؤ۔" وہ مسکرائے۔

"آؤ بھئی چلیں۔" محمود نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ایک منٹ... ہوٹل صنوبر کے کاؤنٹر کلرک سے ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔" اکرام بول اٹھا۔

"جی... ہوٹل صنوبر کا کاؤنٹر کلرک... کیا مطلب؟"

"وہ ایک خطرناک ترین آدمی ہے... لیکن دیکھنے میں بہت سیدھا سادا اور نیک نظر آئے گا... نام ہے خاقان شاہ۔"

"اچھی بات ہے... ہم اس سے ہوشیار رہنے کی کوشش کریں گے... نہ رہ سکے تو اسے خبردار کر دیں گے کہ وہ ہم سے ہوشیار رہے۔" فاروق نے خوش ہو کر کہا۔

"بے تکی بات کیے بغیر رہ نہیں سکتے۔" محمود نے آنکھیں نکالیں۔

"جیسے تم آنکھیں نکالے بغیر نہیں رہ سکے۔"

"اوہو... محمود نے صرف آنکھیں نکالیں ہیں... آنکھیں اٹھائی تو نہیں۔"

"یہ آنکھوں ہی آنکھوں میں مجرم پکڑ کر دکھائیں۔" انسپکٹر جمشید نے اکرام کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"حد ہو گئی ... شروع ہو گئے آنکھوں پر۔" اندر سے بیگم جمشید نے جھلا کر کہا۔

"اچھا تو پھر ہم چلے ابا جان ... ویسے اس وقت مجھے وہ محاورہ یاد آ رہا ہے ... آنکھ اوجھل پہاڑ اوجھل۔"

"حد ہو گئی ... یوں تو آنکھیں بچھانا بھی محاورہ ہے۔" فرزانہ تلملا اٹھی۔

"اور تم اس محاورے کو بھول گئیں ... آنکھوں کے اندھے نام نین سکھ۔"

انسپکٹر جمشید اور اکرام کو ہنسی آ گئی۔

"آپ دونوں کس بات پر ہنسے۔"

"آنکھوں کے اندھے نام نین سکھ پر ... خوب محاورہ ہے ... ویسے ایک محاورے کا اضافہ میں بھی کر دوں۔" وہ مسکرائے۔

"نیکی اور پوچھ پوچھ۔" فاروق نے فوراً بولا۔

"حد ہو گئی ... اس میں نیکی کہاں سے آ گئی۔" محمود نے جھلا کر کہا۔

"اچھی بات ہے ... ابا جان بدی اور پوچھ پوچھ۔" فاروق فوراً بولا۔

"توبہ ہے تم سے ... ہاں تو وہ محاورہ ہے، آنکھوں کا پانی مرنا ... یعنی شرم و حیا جاتے رہنا۔"

"یہ چیز واقعی آج ہماری قوم سے رخصت ہوتی جا رہی ہے

اور بے حیائی عام ہے۔"

"میرا خیال ہے ... اب ہم آنکھوں والے محاوروں کا پیچھا چھوڑ دیں اور گھر سے نکل چلیں ... کہیں کوکب لنگڑا صاحب ہمارے جانے سے پہلے ہی کوئی گل نہ کھلا دیں۔"

"نہیں ... وہ آج کی تاریخ میں جیل نہیں جائے گا۔"

"جی ... کیا مطلب؟ یہ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں۔"

"یہ میں ایسے کہہ سکتا ہوں کہ جس روز وہ جیل سے باہر آتا ہے ... اس سے اگلے روز کوئی واردات کرتا ہے ... ایک رات ضرور رکا رہتا ہے ... یعنی یہ نہیں کرتا ... ادھر جیل سے نکلا ... ادھر اس نے کوئی واردات کر ڈالی۔"

"ہوں ... ٹھیک ہے ... لو ہو ... میں ایک اور رخ سے بات کو سوچ رہی ہوں۔" فرزانہ چونکی۔

"سوچ لو ... کوئی بات نہیں ... روکا کس نے ہے۔"

"ہم اسے روکنا چاہتے ہیں ... جیل جانے سے ... اور وہ جیل جانا چاہتا ہے ... آخر کیوں۔"

"کیا مطلب ... یہ آخر کیوں ہم سے سوال ہے یا اس سے۔" محمود نے منہ بنایا۔

"ہم سے ... مطلب یہ کہ ہم اسے کیوں روکیں ... جیل جانے دیں ... پھر ہم خود جیل جا کر دیکھیں گے ... وہ بار بار جیل کیوں جاتا ہے۔"

"ارے باپ رے.. اس کی خاطر ہم جیل جائیں... نہ بابا۔"
فاروق نے کانوں کو ہاتھ لگائے۔

"اوہو... تو ہم کون سا کوئی جرم کر کے جیل جائیں گے۔"
فرزانہ نے بھنا کر کہا۔

"بہت خوب فرزانہ... مزا آگیا۔" انسپکٹر جمشید چلا اٹھے۔

"جی... کیا مطلب... مزا آگیا ہے... کہاں ہے مزا... ہمیں تو دور دور نظر نہیں آرہا۔" فاروق بوکھلا کر بولا۔

"آنکھوں کا علاج کراؤ بھائی۔" محمود مسکرایا۔

"تم تو اس طرح کہہ رہے ہو... جیسے ابا جان کی ساری بات سمجھ گئے ہو۔"

"سمجھا تو خیر میں بھی نہیں۔"

"میں وضاحت کرتا ہوں... یہ ایک اچھی ترکیب ہے... وہ جیل جائے... اور ہم بھی جیل جائیں.. لیکن۔" وہ کہتے کہتے رک گئے۔

"خبردار! ابا جان کا یہ لیکن بہت خطرناک لگتا ہے۔" فاروق نے اعلان کیا۔

وہ مسکرا دیے... پھر بولے:

"ہاں... واقعی۔"

"جی... کیا مطلب... ہاں واقعی کیا؟"

"میرا یہ لیکن بہت خطرناک ہے۔"

"ارے باپ رے... جس چیز کو آپ خطرناک کہہ رہے

ہیں... وہ کس حد تک خطرناک ہو سکتی ہے... اس کا اندازہ ہمیں ہے، مہربانی فرما کر آپ اپنے لیکن کو اپنے پاس ہی رکھیں۔"

"اب یہ نہیں ہو سکتا۔"

"ارے باپ رے... یہ نہیں ہو سکتا، گویا آپ اس لیکن کے بعد والا جملہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے۔"

"یہی بات ہے۔"

"اوکے... بتائیں پھر؟"

"ہم یہ تجربہ کریں گے لیکن پہلے اسے جیل جانے سے روک کر بھی دیکھیں گے... دیکھیں تو سہی... وہ کرتا کیا ہے۔"

"بہت بہتر... آپ کا مطلب ہے... ہم پہلے ہوٹل صنوبر جائیں... اسے کوئی حرکت کرنے سے روکیں..."

"بالکل..." انہوں نے فوراً کہا۔

"تب پھر ہم یہ چل دیے۔"

وہ ہوٹل صنوبر میں داخل ہوئے... یہ ایک بڑا اور شان دار ہوٹل تھا... ہر چیز پر پیسہ پانی کی طرح بہایا گیا تھا... وہ سیدھے کاؤنٹر کی طرف بڑھے... وہاں ایک سیدھا سادا شریف صورت آدمی بیٹھا نظر آیا:

"غالباً یہی خاقان شاہ ہے۔" فرزانہ بڑبڑائی۔

"شکل و صورت سے یہی لگتا ہے..." فاروق مسکرایا۔

"انکل اکرام کو اس میں کیا خوفناکی نظر آگئی۔" محمود نے

منہ ہلایا۔

"تم بھول رہے ہو... انہوں نے بتادیا تھا کہ یہ ظاہر میں شریف اور سیدھا نظر آتا ہے... ہے نہیں۔"

"خیر... دیکھ لیتے ہیں ابھی۔"

اور وہ کاؤنٹر پر جا پہنچے... خاقان شاہ نے نظر بھر کر انہیں دیکھا، پھر بولا:

"فرمائیے... کیا خدمت کر سکتا ہوں۔" اس کی آواز بہت دھیمی تھی اور لہجے میں مٹھاس تھا...

"ہمیں کوکب لنگڑے سے کچھ کام ہے۔"

"وہ... وہ جو آج ہی جیل سے رہا ہوا ہے۔"

"جی ہاں!"

"وہ دیکھئے... وہ رہا... لیکن ذرا سنبھل کر... کٹ کھنے کتے کی طرح الٹ پڑتا ہے۔"

"اوہ اچھا شکریہ۔"

ابھی انہوں نے اس کا رخ کیا ہی تھا اور پہلا قدم اٹھایا تھا کہ اس کے چہرے پر شدید خوف نظر آیا... حالانکہ ابھی اس نے ان کی طرف دیکھا تک نہیں تھا...

وہ اسے اس طرح خوف زدہ ہوتے دیکھ کر دھک سے رہ گئے... ایسے میں انہوں نے اپنے پیچھے ایک سرسراتی سی آواز سنی... وہ چونک کر مڑے... وہاں ان کے لیے ایک اور حیرت موجود تھی۔

الوؤ

انہوں نے دیکھا... ان کے بالکل پیچھے ایک کالا بھجنگ آدمی ایک بڑا سا پستول ہاتھ میں لیے کھڑا تھا، سرسراتی آواز اسی کے منہ سے نکلی تھی اور اس نے ان سے کہا تھا:

"ہٹ جاؤ ایک طرف۔"

انہیں اپنی طرف مڑتے دیکھ کر وہ پھر غرایا:

"سنا نہیں... ہٹ جاؤ ایک طرف؟"

"آپ... آپ چاہتے کیا ہیں۔" فاروق کانپ کر بولا۔

"تم سے نہیں چاہتا... الوؤ... ہٹ جاؤ... میرے اور میرے شکار کے درمیان سے۔"

"اوہ شکار... آپ کا... کیا مطلب؟"

"ارے تم ہو کون... ہٹو... نہیں تو تم لوگوں کو بھی گولی مار دوں گا۔" وہ دھاڑا۔

اب پورا ہال اس کی طرف متوجہ ہو چکا تھا اور خوف زدہ نظروں سے دیکھ رہا تھا... پھر وہ اچھل کر ایک طرف ہٹا... کوکب لنگڑے کا نشانہ لیا اور اس سے پہلے کہ وہ کچھ کر سکتے... اس نے اس پر

ایک فائر جھونک مارا...

کوکب لنگڑا کرسی سے لڑھک کر فرش پر جا گرا... ساتھ ہی اس نے پیر کی ٹھوکر مار کر میز کو الٹا دیا اور اس کی اوٹ لے لی... پھر خود بھی پستول نکالا اور اس سیاہ فام پر فائر کر ڈالا...

اب دو طرفہ فائرنگ کا تبادلہ ہو چکا تھا... انہیں ایک طرف ہٹنا پڑا...

"یہاں تو ابھی پولیس آجائے گی اور ان دونوں کو گرفتار کرلے گی... پھر یہ جیل چلا جائے گا... اب کیا کریں۔"

"ہاں واقعی... ہمیں جیل جانے سے فی الحال تو اسے روکنا ہی ہے... خیر میں کرتا ہوں کچھ... اور تم بھی کرو کچھ... میز کی دوسری طرف جاکر۔" یہ کہہ اس نے فاروق کو آگے کی طرف دھکیل دیا۔

پھر اس نے پستول نکالا، اس کالے کے پستول کا نشانہ لیا اور ایک فائر کر دیا، پستول اس کے ہاتھ سے نکل گیا... ادھر اتنے میں فاروق پہنچ چکا تھا... اس نے بھی اپنے پستول سے کوکب لنگڑے کا نشانہ لیا اور فائر کر دیا... پستول فضا میں اچھلا تو فرزانہ نے اسے کیچ کرلیا... ادھر محمود کالے کے پستول کی طرف چھلانگ لگا چکا تھا... فوراً ہی اس کا پستول اس کے ہاتھ میں نظر آیا۔

"بس... مذاق ختم... پبلک مقام پر ایسا مذاق نہیں کرنا چاہیے... یہ گولیاں کسی شریف آدمی کو بھی لگ سکتی تھیں... اب

گولیوں کو تو پتا نہیں ہوتا... کون سا شریف ہے... کون سا غیر شریف۔"

کالے نے انہیں گھور کر دیکھا اور کاٹ کھانے والے انداز میں بولا:

"تم ہو کون... پاگل کہیں کے۔"

"خود ہی تو بتا رہے ہیں کہ ہم پاگل کہیں کے ہیں... پھر پوچھ بھی رہے ہیں... ہے کوئی تک۔"

"میں تم لوگوں کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔" وہ غرایا۔

"ایسا ظلم نہ کرنا۔"

"ارے ارے... وہ بھاگ رہا ہے... میرا دشمن میرے ہاتھ سے نکلا جا رہا ہے... اف مالک... یہ کیا اندھیر نگری ہے۔" یہ کہہ کالا کنی کترا کر ان کے پاس سے نکلتا چلا گیا... انہوں نے دیکھا... کوکب لنگڑا تیر کی طرح ایک سمت میں بھاگا چلا جا رہا تھا... اور کالا آدمی اس کے پیچھے تھا... دیکھتے ہی دیکھتے وہ ان کی نظروں سے اوجھل ہو گئے... جب وہ دوڑ کر اس روڈ پر پہنچے جس سے وہ نظروں سے اوجھل ہوئے تھے تو دور دور تک ان کا پتا نہ تھا۔

"یہ... یہ کیا ہوا۔"

"کچھ سمجھ میں نہیں آیا... خیر آؤ... آگے دیکھتے ہیں۔"

وہ ادھر ادھر دوڑے... لیکن ان کا کوئی سراغ نہ ملا... ہال سے نکل کر وہ دونوں ایک برامدے میں آ گئے تھے... برامدہ گے جا کر

بائیں طرف مڑ جاتا تھا، اس کے دونوں طرف کرائے کے کمرے تھے... موڑ مڑنے کے بعد ہوٹل کا پچھلا حصہ شروع ہو جاتا تھا اور وہاں پچھلا دروازہ بھی تھا... لیکن اس پر بڑا سا تالا لگا ہوا تھا... البتہ وہاں چار دیواری زیادہ اونچی نہیں تھی... پھر ایک اکیلا آدمی اس دیوار پر کسی کے سہارے کے بغیر نہیں چڑھ سکتا تھا۔

"وہ دیوار پر چڑھ کر دوسری طرف پھلانگ گئے۔" فرزانہ نے منہ بنایا۔

"کیسے؟"

"کوکب لنگڑا کالے کے کندھے پر چڑھ گیا اور دیوار پر آ گیا، پھر اس نے کالے کا ہاتھ پکڑ کر اسے دیوار پر چڑھنے میں مدد دی... اور دونوں دوسری طرف پھلانگ گئے... وہاں کالے کی کار تیار کھڑی ہو گی... یا پھر سڑک کراس کر کے کسی گلی میں مڑ گئے اور کوئی ٹیکسی پکڑ لی ہو گی۔"

"ہوں... گویا انہوں نے ہمیں خوب دھوکا دیا... دونوں ساتھی تھے۔"

"ہاں! اور کالے کو اشارہ کیا ہو گا کاؤنٹر کلرک خاقان شاہ نے... کہ ہم لوگ آ گئے ہیں... لہٰذا یہاں سے نکل چلو۔"

"لیکن کیوں... اگر کوکب کو جیل جانا ہے... تو ہم سے بھاگنے کی ضرورت تھی۔"

"ہم کس جرم میں اسے جیل بھجواتے۔"

"فائرنگ کے جرم میں... مطلب یہ کہ اب وہ نکل گئے اور ہاتھ نہیں آئیں گے..."

"نہیں... البتہ کل کے اخبارات کوکب لنگڑے کی کسی واردات کا حال ضرور سنائیں گے اور اس کی گرفتاری کی خبر شائع کریں گے۔"

"دھت تیرے کی۔" محمود نے جھلا کر کہا۔

"خیر... کوئی بات نہیں... ہم پہلے مرحلے پر ناکام ہو گئے.. اب جیل میں اس سے ملاقات کریں گے... چلو واپس چلیں۔"

گھر پہنچ کر انہوں نے رپورٹ سنائی تو انسپکٹر جمشید ہنس پڑے:

"وہ بہت گھاگ لوگ ہیں... ان کا روز کا کام یہی ہے... تم جیسوں کو بھلا کب خاطر میں لاتے ہیں... خیر کوئی بات نہیں... اب ہم پھر دوسرے منصوبے پر کام کریں گے... آؤ چلیں۔"

یہ کہہ کر وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور انہیں ساتھ لیے وہ دوسرے کمرے میں داخل ہو گئے... کمرے کا دروازہ بند ہو گیا...

اب وہ اپنے پروگرام پر تیزی سے عمل کر رہے تھے... ایسے میں ان کے دروازے کی گھنٹی بجی... وہ زور سے چونکے... پھر انسپکٹر جمشید نے محمود کو اشارہ کیا... وہ کمرے سے نکل کر دروازے کی طرف گیا:

"کون؟" اس نے پرسکون آواز میں کہا۔

"کوکب لنگڑا۔"

"کک... کیا مطلب ؟"

"اور میرے ساتھ میرے ایک دوست بھی ہیں۔"

"چلیے پھر ان کا نام بھی بتا دیں۔"

"خادم بلگرامی۔" باہر سے کہا گیا۔

"کیا کہا... خادم بلگرامی۔" محمود نے حیران ہو کر کہا۔

"کیوں... کیا ہوا؟" کوکب لنگڑا ہنسا۔

"خادم بلگرامی میرے والد کے دوست ہیں... یہ آپ کے ساتھ کیوں آنے لگے۔"

"اس کا جواب تو یہی دے سکتے ہیں۔"

"او کے.." اس نے کہا اور بسم اللہ پڑھ کر دروازہ کھول دیا۔ باہر واقعی کوکب لنگڑا اور خادم بلگرامی کھڑے تھے... خادم بلگرامی ان کے والد کے دوست ہی تھے لیکن قریبی نہیں... وہ سرکاری ملازم تھے اور بہت ایمان دار... اس ایمانداری کی وجہ سے ہی وہ انہیں پسند کرتے تھے... محمود انہیں ڈرائنگ روم میں لے آیا اور شاکر ان کی طرف آیا۔

"ہم سن چکے ہیں... اور میں حیران ہوں... خادم بلگرامی اس کے ساتھ کیوں آئے ہیں۔"

"چلیے... ابھی معلوم ہو جائے گا۔"

وہ ڈرائنگ روم میں داخل ہوئے، وہ دونوں اٹھ کھڑے

ہوئے...

"تشریف رکھیں۔" انسپکٹر جمشید نے دونوں سے ہاتھ ملایا... پھر خادم سے بولے:

"آپ سے تو اس بار کافی دیر سے ملاقات ہو رہی ہے۔"

"جی ہاں... مصروفیات ہی ایسی ہیں۔"

"خیر... کیسے آنا ہوا؟"

"میں کوکب کی سفارش کرنے آیا ہوں۔"

"میں سمجھا نہیں۔"

"آپ اس کے تعاقب میں ہوٹل صنوبر گئے تھے۔"

"تعاقب میں کہنا غلط ہوگا۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"خیر... یونہی سہی... یہ وہاں کیا میرے چکر میں نہیں گئے تھے۔" کوکب نے منہ بنایا۔

"ہاں! اس میں شک نہیں۔" انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"لیکن کیوں... اس کی کیا ضرورت تھی... کیا جیل سے آنے کے بعد میں نے کوئی جرم کیا ہے۔"

"ابھی تک تو ایسی کوئی بات سننے میں نہیں آئی۔"

"جب سننے میں نہیں آئی تو آپ کیوں میرے پیچھے پڑے ہیں۔" کوکب نے جھلا کر کہا۔

"پہلے یہ بتائیں... وہ کون تھا... جو آپ کے ساتھ ہوٹل صنوبر میں الجھا ہوا تھا۔"

"وہ کالیا تھا... کالیا۔" اس نے منہ بنایا۔

"اس نے آپ پر حملہ کیوں کیا تھا..."

"وہ کسی زمانے میں میرا جرائم کا ساتھی رہ چکا ہے... پھر ہم علیحدہ ہو گئے تھے... لیکن اس کا خیال ہے... میں نے اس کے ساتھ کسی معاملے میں بے ایمانی کی تھی... بس وہ مجھ سے اس فرضی بے ایمانی کا بدلہ لینا چاہتا ہے... جب کہ میرا دعویٰ ہے کہ میں نے اس سے کبھی کوئی بے ایمانی نہیں کی تھی۔"

"کیا وہ بھی جیل کاٹ کر آیا ہے۔"

"جی ہاں! میرے ساتھ ہی وہ بھی رہا ہوا ہے۔"

"گویا آپ دونوں دوبارہ جیل جانے سے بال بال بچے۔"

"اس میں تو کوئی شک نہیں... اگر آج رات آپ کے بچے عین وقت پر نہ آجاتے تو ہم تو چلے گئے تھے پھر سے جیل میں۔" اس نے کانپ کر کہا۔

"اب آپ کیا چاہتے ہیں۔"

"میرے سفارشی آپ کو اور آپ کے بچوں کو یقین دلانا چاہتے ہیں کہ جب سے میں جیل سے آیا ہوں، میں نے کوئی جرم نہیں کیا۔"

"ہاں میرے دوست! اس بات کی گارنٹی تو میں بھی دوں گا... یعنی صرف جیل سے آنے کے بعد کی، اس وقت سے اب تک انہوں نے کوئی جرم نہیں کیا۔"

"بہت خوب... خادم بلگرامی جب آپ کی صفائی دے رہے ہیں تو ہم کون ہوتے ہیں آپ پر شک کرنے والے... ہماری توبہ جو آپ پر اب شک کیا۔"

"بہت بہت شکریہ..."

"لیکن وہ کہاں ہے... یعنی کالیا؟"

"وہ تو اس طرح غائب ہے... جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔"

"اور اگر اس نے آپ پر پھر سے وار کر ڈالا۔"

"اس کی آپ فکر نہ کریں... جونہی وہ کہیں نظر آیا، میں آپ کو اطلاع کر دوں گا۔"

"ٹھیک ہے... آپ جائیں.. ہم آپ کے معاملے میں ٹانگ نہیں اڑائیں گے۔"

دونوں اٹھ کھڑے ہوئے.. ایسے میں انسپکٹر جمشید نے کہا:

"آپ سے مل کر بہت خوشی ہوئی.. مسٹر کوب لنگڑے.. میں امید کرتا ہوں... اب آپ جیل نہیں جائیں گے۔"

"میں تو اپنی پوری پوری کوشش کرتا ہوں... لیکن..."

"لیکن کیا..."

"کوئی مجھے پھر جیل بھجوا دیتا ہے۔"

"کیا مطلب؟" وہ ایک ساتھ بولے۔

☆...☆...☆

یہ وہی ہے

ان کے چہروں پر حیرت دیکھ کر وہ پھر کرسی پر بیٹھ گیا اور اپنے سفارشی سے بولا:

"چند منٹ اور لگیں گے آپ کو... میں یہ کہانی انسپکٹر صاحب کو سنا ہی دوں... اس لیے کہ کچھ لوگ اب میرے بارے میں یہ سوچنے لگے ہیں... میں جیل میں ہی کیوں رہنا پسند کرتا ہوں، ادھر میں جیل سے باہر آتا ہوں... ادھر میں پھر کوئی جرم کر کے جیل چلا جاتا ہوں..... یہی سوال آپ کو ہوٹل صنوبر میں لایا تھا انسپکٹر صاحب۔" اس نے رکے بغیر کہا۔

اب وہ اور حیران ہوئے کہ اس نے اس قدر جلد یہ اندازہ لگالیا... آخر انہوں نے کہا:

"ہاں! اس میں شک نہیں..."

"میں بتاتا ہوں... اپنی دکھ بھری داستان... کوئی نامعلوم شخص ہے... جو مجھے پھر جیل بھجوا دیتا ہے۔"

"یہ... یہ کیا بات ہوئی۔" وہ بے یقینی کے عالم میں بولے۔

"میں جھوٹ نہیں کہتا... یہ وہی ہے... جس کی وجہ سے

میں ہر بار جیل چلا جاتا ہوں... اور بری طرح بدنام ہو کر رہ گیا ہوں.. کیا آپ مجھے اس سے نجات دلوا سکتے ہیں۔"

"ہم اب بھی نہیں سمجھے... یہ کیا بات ہوئی۔"

"خادم بلگرامی صاحب... آپ کو تو جلدی ہو گی... اور یہ میری کہانی سننا چاہتے ہیں... لہٰذا ہم آپ کو کیوں بور کریں... آپ جانا پسند کریں تو چلے جائیں۔"

"نہیں... میں کہانی سنوں گا... میں خود حیران ہوں... تم بار بار کیوں جیل جاتے ہو۔"

"یہ بدقسمتی ہے... اور میں اس شہر کا بدنام ترین آدمی بن کر رہ گیا ہوں... لوگ میری بارے میں طرح طرح کی باتیں کرتے ہیں... ان کا خیال ہے... میں جیل میں منشیات کا کام کرتا ہوں... اس لیے جیل میرے لیے جیل نہیں... جنت ہے... وہاں رہتا ہوں... تو میرا کاروبار خوب چلتا ہے... باہر آجاتا ہوں تو گویا کاروبار ٹھپ... کچھ لوگ ایسے ہیں ضرور۔"

"کیا مطلب... یہ کیا کہا آپ نے۔" فاروق نے حیران ہو کر پوچھا۔

"کچھ لوگ ایسے ہیں ضرور... جو جیل میں رہ کر منشیات کا کام کرتے ہیں... ادھر وہ جیل سے باہر آتے ہیں... کوئی نہ کوئی جرم کر کے پھر جیل چلے جاتے ہیں... تاکہ اپنا منشیات کا روبار جاری رکھ سکیں... جیل سے باہر منشیات کی وہ قیمت کہاں ملتی ہے... جو ہمیں

جیل میں رہنے والے ادا کر سکتے ہیں۔"
"نن... نہیں۔" انسپکٹر جمشید دھک سے رہ گئے۔
"ہاں جناب... بار بار جیل جانے کی وجہ سے میں وہاں بہت
کچھ دیکھ چکا ہوں... تجربہ کر چکا ہوں... ان لوگوں کو پہچان چکا ہوں،
جو جیل میں یہ کام کرتے ہیں، آپ پسند کریں تو مجھے جیل لے چلیں،
میں ایسے لوگوں کو گرفتار کرا سکتا ہوں... لیکن خدا کے لیے میرے
بارے میں ایسا سوچیں تک نہ کہ میں بھی یہ کام کرتا ہوں... میں تو
چاہتا ہوں، جیل سے باہر رہوں... لیکن وہ دشمن مجھے پھر جیل بھجوا دیتا
ہے... پتا نہیں وہ کون ہے... اسے مجھ سے کیا دشمنی ہے... میں تو
تنگ آگیا ہوں روز روز جیل جا کر... جج بھی مجھ سے بہت تنگ ہے...
نفرت کرتا ہے... کچھ اور لوگ ہیں... جو نفرت کرتے ہیں... آپ
بھی ان میں شامل ہونے والے تھے... جب میں نے آپ کے بچوں کو
ہوٹل صنوبر میں دیکھا تو پریشان ہو گیا... کہ آپ لوگ کیوں آئے
ہیں... خیال گزرا، ضرور میرے چکر میں آئے ہیں... عین اس وقت
اس کم بخت کالیے نے فائرنگ کر دی... منصوبہ یہ تھا کہ پولیس آئے
اور دونوں گرفتار کر کے جیل بھیج دے... وہ ضرور یہ کام کرتا ہے۔"
"کون... کالیا؟"
"ہاں جناب! آپ اس کا ریکارڈ نکال کر دیکھیں... مجھ سے
تو زیادہ مرتبہ کالیا جیل گیا ہے۔"
"اوہ اچھا... ہم اسے بھی چیک کریں گے... لیکن اس میں

آپ نے جو سب سے اچھی بات بتائی... وہ یہی ہے کہ آپ ان لوگوں
کو گرفتار کرا سکتے ہیں۔"
"جی ہاں! اس میں کیا شک ہے، آپ چلیں میرے ساتھ،
بنا لیں پروگرام۔"
"پروگرام نہیں... ہم ابھی اور اسی وقت چلیں گے۔"
انسپکٹر جمشید مسکرائے۔
"کیا مطلب؟"
"بھئی جو پروگرام پہلے سے ترتیب دیے جاتے ہیں نا... ان
کی خبر کسی نہ کسی طرح جرائم پیشہ کو ہو جاتی ہے... لہٰذا وہ ادھر ادھر
ہو جاتے ہیں... ہاتھ نہیں آتے... آئیے چلیں... بلگرامی صاحب
آپ تو پھر اب آرام کریں۔"
"اچھی بات ہے... خدا کرے آپ لوگوں کا چھاپہ کامیاب
رہے... روز روز کے جھگڑے سے تو نجات ملے... میں اس کی
سفارش کر کر کے تنگ آگیا ہوں۔"
"ارے ہاں... خادم بھئی... آپ نے یہ تو بتایا ہی نہیں... کہ
کوکب لنگڑا سے آپ کا کیا تعلق ہے۔"
"کچھ نہیں... کسی زمانے میں میرا پڑوسی تھا... اور بس...
اسے معلوم ہو گیا کہ میں آپ کا دوست ہوں... بس پکڑ لایا مجھے۔"
"خیر... آپ تو چلیں... ہمارے ساتھ کہاں مارے مارے
پھریں گے... پھر یہ کام خطرات سے لبریز ہے... وہ لوگ ہم پر حملہ

آور ہو سکتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے... آپ کا شکریہ۔" خادم بلگرامی مسکرایا۔

"چائے حاضر ہے۔" ڈرائنگ روم کے دروازے پر بیگم جمشید کی آواز سنائی دی۔

"اوہ... باتوں میں ہم تو بالکل بھول ہی گئے... آپ کو چائے تک کو نہ پوچھا... لیکن گھر کا ایک فرد کم از کم اس معاملے میں ہم سے بہت تیز ہے... اب تشریف رکھیں۔"

محمود اٹھا اور ٹرے اندر لے آیا... چائے پی کر خادم بلگرامی رخصت ہو گئے اور وہ کوکب کو لے کر جیل کی طرف چلے۔

"کک... کیا آپ اپنے ماتحتوں کو بھی ساتھ نہیں لیں گے۔"

"جب ہم جیل کے دروازے پر پہنچیں گے... وہ وہاں موجود ہوں گے۔"

"لیکن کیسے؟ میں مسلسل آپ کے ساتھ ہوں... آپ نے تو کوئی فون نہیں کیا... وائرلیس کے ذریعے اطلاع نہیں دی... پھر وہ جیل کے باہر کیسے موجود ہوں گے۔"

"بس... ہمارے طریقے ہیں کام کرنے کے... جب ذہن میں یہ پروگرام بنا تھا، اسی وقت خفیہ طور پر میں نے اپنے ماتحت کو خبر کر دی تھی۔"

"آپ خبر تو کسی ذریعے سے کر سکتے تھے... لیکن یہ خبر تو نہیں کی آپ نے کہ جیل میں چھاپہ مارنا ہے۔"

"اتنا میرا ماتحت خود سمجھ گیا ہو گا۔"

"میں اس بات پر یقین نہیں کر سکتا۔"

"ابھی چل کر دیکھ لیں گے۔"

"او کے۔" اس نے حیران ہو کر کہا۔

پھر وہ جیل کے دروازے پر پہنچ گئے... وہاں اکرام اپنے ماتحتوں کے ساتھ تھا... انہیں دیکھ کر فوراً ان کی طرف لپکا:

"دیکھ لیں بھئی... میرے ماتحت سب انسپکٹر اکرام... اپنے ماتحتوں کے ساتھ یہاں موجود ہیں۔"

"ایک منٹ سر... میں ان سے چند سوال کر لوں ذرا۔"

"ضرور... کیوں نہیں۔"

وہ اکرام کی طرف مڑا۔

"کیا آپ کو انسپکٹر صاحب نے تھوڑی دیر پہلے ہی ہدایات دی تھیں کہ آپ اپنے ماتحتوں کے ساتھ جیل کے باہر پہنچ جائیں۔"

"ان کی طرف سے صرف یہ اشارہ ملا تھا کہ فوراً روانہ ہو جائیں... اور میں روانہ ہو گیا۔" اکرام مسکرایا۔

"لیکن آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ کہاں کے لیے روانہ ہونا ہے۔"

"کوکب لنگڑے... آپ ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتے... آپ کے بارے میں سر نے مجھ سے پوچھا تھا... میں نے ہی تو انہیں بتایا تھا کہ ہوٹل صنوبر میں ملیں گے آپ... اب میں جانتا تھا... یہ

لوگ وہاں ضرور جائیں گے... لہٰذا احتیاطاً میں نے پہلے ہی اپنے دو ماتحت وہاں مقرر کر دیے... اب جو کچھ وہاں ہوا... اس کی خبر میرے ماتحت نے مجھے دی... میرے ان دو ماتحتوں میں سے ایک نے آپ کا تعاقب کیا..."

"کک... کیا مطلب؟" وہ زور سے چونکا۔

"ہاں! آپ اپنے گھر گئے... پھر کچھ دیر بعد آپ گھر سے نکلے... ماتحت نے آپ کا تعاقب کیا... خادم بلگرامی صاحب کی کوٹھی پہنچے... ان سے ملاقات کی... انہیں ساتھ لے کر انسپکٹر صاحب کے گھر گئے... ماتحت ساتھ ساتھ مجھے رپورٹ دے رہا تھا.. اب اگر اس لمحے مجھے سر کی طرف سے یہ ہدایت ملی کہ روانہ ہو جاؤ تو ظاہر ہے جیل میں آنا تھا... اور کہاں کے لیے روانہ ہوتے ہم۔"

"چلئے یہ تو مان لیا... لیکن انسپکٹر صاحب نے کیسے اندازہ لگا لیا کہ آپ کا ماتحت تعاقب کرتے ہوئے یہاں تک آ چکا ہے۔"

"یہ ہمارا طریقہ کار ہے... ہم اس کو اچھی طرح جانتے ہیں۔"

"آیئے! پھر چلیں... آج کا چھاپہ یادگار چھاپہ ہو گا۔"

"ہاں! ٹھیک ہے... آئیں۔"

وہ آگے بڑھے... اچانک کوکب لنگڑے کے منہ سے ایک بھیانک چیخ نکلی۔ وہ اچھل کر گرا... انہوں نے اس کی پیشانی سے خون کا فوارہ چھوٹتے دیکھا... انسپکٹر جمشید نے فوراً اس سمت میں دیکھا...

جس سمت سے گولی آئی تھی... اس طرف جیل کا دروازہ تھا اور سب لوگ جوں کے توں کھڑے تھے... ان میں سے کسی کے جسم میں حرکت نظر نہیں آئی تھی...

"اف مالک! یہ... یہ کیا ہوا... کیسے ہوا۔" انسپکٹر جمشید دکھ بھرے لہجے میں بولے۔

"گولی تو جیل کی طرف سے ہی آئی ہے سر۔"

"جیل کے دروازے پر چار مسلح کانسٹیبل موجود ہیں... لیکن میں نے ان میں سے ایک کو بھی حرکت کرتے نہیں دیکھا... ان کے پاس یوں بھی رائفلیں ہیں اور فائر پستول کا تھا... بلکہ بے آواز پستول کا۔"

"تب پھر جیل کی کسی خفیہ جگہ سے فائر کیا گیا ہے... شاید دیوار سے۔" فرزانہ بولی۔

"اوہ ہاں... یہ وار دیوار سے ہوا ہے... ہم نے اس وقت اوپر نہیں دیکھا... ویسے ہم اسی وقت اوپر دیکھ لیتے... تب بھی ہمیں وہاں کچھ نظر نہ آتا... اس لیے کہ فائر کرنے والے نے فائر کرنے کے فوراً بعد وہاں سے سرکنے کی ہو گی۔"

"لیکن اس سے ایک بات تو ثابت ہو گئی... یہ کہ قاتل جیل میں ہے۔" محمود نے پرجوش انداز میں کہا۔

"اور قاتل بھاگ کر کہیں نہیں جا سکے گا۔" فاروق مسکرایا۔

"لیکن جیل میں دو تین ہزار کے قریب تو قیدی ضرور

ہوتے ہی ہوں گے... ہم ان میں سے بھلا قاتل کو کیسے تلاش کریں گے۔" محمود نے منہ بنایا۔

"یہ کچھ مشکل کام نہیں۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"چھاپہ تو ناکام ہو گیا نا... اب یہاں کچھ نہیں ملے گا... ان حضرات کو پہلے ہی معلوم ہو گیا تھا کہ ہم چھاپہ مارنے والے ہیں... لہٰذا پہلے ہی کوکب لنگڑے کو ختم کرنے کا حکم دے دیا گیا تھا..."

"لیکن کیسے... انہیں آخر کس طرح پتا چلا کہ جیل پر چھاپہ مارے جانے والا ہے۔"

"یہ سوال بہت پریشان کن ہے... اور ہمیں اس کا جواب تلاش کرنا پڑے گا۔" اکرام بولا۔

"ٹھیک ہے اکرام... تم ذرا ایس پی صاحب کو باہر ہی بلا لو.. ہم ان سے پہلے بات کر لیں... پھر اندر داخل ہوں گے۔"

"جی اچھا۔" اکرام نے کہا اور دروازے پر چلا گیا... اپنا کارڈ دکھا کر وہ اندر گیا اور ایس پی صاحب کو ساتھ لے آیا... ان کے چہرے پر پہلے ہی الجھن اور پریشانی تھی... گویا باہر ہونے والی واردات کے بارے میں انہیں ان کے ماتحتوں نے اطلاع دے دی تھی۔

"آپ اسد فیروزی ہیں نا۔" انسپکٹر جمشید نے بولے۔

"ٹھیک پہچانا۔" وہ مسکرائے۔

"آپ کی جیل کے دروازے پر جیل میں سے کسی نے اس بے چارے کو گولی مار دی۔"

"یہ... یہ تو کوکب ہے... کوکب لنگڑا۔"

"جی ہاں... آپ نے ٹھیک پہچانا... لیکن اب یہ لنگڑا نہیں رہا... اس لیے کہ فوت ہو گیا ہے... چلنے پھرنے کی تو اسے ضرورت ہی رہی... گویا موت نے اس کا لنگڑا پن دور کر دیا۔"

اسد فیروزی نے بوکھلا کر فاروق کی طرف دیکھا۔

"خوفناک بات ہے جناب کہ گولی جیل کی دیوار سے چلائی گئی ہے۔"

"نن نہیں... نہیں۔" ایس پی صاحب چلائے۔

"گویا اندر قیدیوں کے پاس اسلحہ بھی موجود ہے۔" وہ بولے۔

"ہرگز نہیں... یہ نہیں ہو سکتا۔"

"تب پھر یہ کام آپ کے کسی ماتحت کا ہے۔"

"اوہ... نن نہیں۔"

"دیکھئے نا... فائر جیل سے ہوا ہے... کوکب کا منہ جیل کی طرف تھا... گولی پیشانی پر لگی ہے... دائیں بائیں اور پیچھے کوئی عمارت نہیں ہے... کھلا میدان ہے... اس طرف سے تو کسی کے حملہ کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا... پستول کی رینج اتنی نہیں ہوتی کہ بہت دور سے فائر کیا جا سکے...... لہٰذا نزدیک آ کر فائر کرنا پڑتا اور ہم قاتل کو دبوچ لیتے... لہٰذا دائیں بائیں اور پیچھے سے کسی نے حملہ نہیں کیا... اب اس طرف جیل ہے... تو حملہ جیل سے ہوا... آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں۔"

"میری تو عقل خبط ہو گئی... اگر حملہ جیل سے ہوا ہے تو آپ حملہ آور کو گرفتار کر لیں۔" ایس پی بے چارگی کے عالم میں بولے۔

"خوب! یہ تو اب ہم کریں گے... قاتل کو گرفتار کیے بغیر تو جیل سے جائیں گے نہیں۔"

"ارے باپ رے... تو کیا اب ہمیں بھی اس کے ساتھ جیل میں رہنا پڑے گا۔"

"ہاں! قاتل کی گرفتاری تک۔" انسپکٹر جمشید نے مسکرا کر کہا۔

"آپ کا مطلب ہے... اگر قاتل ایک سال تک گرفتار نہ ہو سکا تو ہم جیل میں ہی رہیں گے۔" فاروق نے بوکھلا اٹھا۔

"خیر یہ مطلب بھی نہیں... اگر قاتل واقعی جلد گرفتار نہ ہو سکا تو ہم جیل میں آئیں گے، جائیں گے۔"

"تب تو ٹھیک ہے... میں تو ڈر ہی گیا تھا۔"

"تم میں یہ بات بہت بری ہے... ڈر بہت جلد جاتے ہو۔" محمود نے برا سا منہ بنایا۔

"کوشش کروں گا... اب بہت دیر سے ڈرا کروں۔" اس نے محمود کو گھورا۔

"محترم فیروزی... آپ ہمارے ساتھ جیل کے کسی ملازم کو کر دیں... ہم جیل میں گھومیں گے، پھریں گے اور قاتل کو گرفتار

کریں گے... لہٰذا اس کام میں وقت لگ جائے گا... اس لیے آپ اپنے دفتر میں اپنا کام دیکھیں... ہمیں اپنا کام کرنے دیں... بس ایک آدمی ہمارے ساتھ کر دیں۔"

"اچھی بات ہے... ویسے میں ہر خدمت کے لیے تیار ہوں۔"

"شکریہ... آپ کی ضرورت پڑی تو آپ کو آواز دے لوں گا۔"

"ٹھیک ہے... آپ اندر آجائیں... میں انسپکٹر نومی کو آپ کے ساتھ کر دیتا ہوں، وہ یوں بھی ایسے معاملات میں بہت تیز ہیں.. آپ کی مدد بھی کریں گے۔"

"بہت خوب!" انہوں نے خوش ہو کر کہا۔

پھر وہ اندر آئے... ایس پی صاحب انہیں اپنے دفتر میں لے آئے... اکرام اپنے ماتحتوں کے ساتھ لاش کے پاس ہی ٹھہر گیا تھا... اور اس نے اپنا کام شروع کر دیا تھا۔

"تشریف رکھیے۔" اسد فیروزی بولے... ساتھ ہی انہوں نے گھنٹی بجائی... اور میز پر پڑے شیشے کے پیپر ویٹ کو گھمانے لگے..

جلد ہی قدموں کی آواز سنائی دی اور ایک خوب صورت نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر پولیس کی وردی تھی۔

"آیئے انسپکٹر نومی... ان سے ملیے۔"

"اوہ... اوہ۔" وہ چلا اٹھا... پھر نہایت گرم جوشی سے ان

سے ہاتھ ملانے لگا... آخر فارغ ہو کر ان کے ساتھ کرسی پر بیٹھ گیا:

"ڈیئر نومی... باہر جو واردات ہوئی ہے... اس کا پتا تو چل گیا ہو گا۔"

"جی ہاں... کوکب لنگڑے کو کسی نے جیل سے فائر کر کے قتل کر دیا ہے۔"

"کیا... کیا آپ بھی یہی کہہ رہے ہیں... جیل سے فائر کر کے۔"

"جی ہاں... فائر جیل سے ہی کیا گیا ہے۔"

"اس کا مطلب تو پھر یہ ہوا کہ جیل میں کچھ قیدیوں کے پاس اسلحہ موجود ہے... آخر یہ کیسے ممکن ہے اور اس بات کی جواب طلبی تو مجھ سے ہی کی جائے گی۔"

"میرے علم میں بھی یہ بات ابھی آئی ہے کہ جیل میں کسی قیدی کے پاس پستول موجود ہے... اب پوری جیل کی تلاشی لی جائے گی۔"

"سوال یہ ہے کہ پستول اندر آ کیسے گیا۔" انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"اس کی بھی اب چھان بین کی جائے گی۔"

"چلیے پھر پہلے ہم تو اپنا کام شروع کریں... آپ ہمیں دروازے کے اوپر جو فصیل بنی ہے... اس پر لے چلیں... اس لیے کہ قاتل نے دیوار پر سے گولی چلائی ہے۔"

"او، اچھا... آئیے۔"

وہ اٹھ کر باہر آ گئے... دیوار کے ساتھ اینٹوں کی ایک سیڑھی بنی تھی۔ انسپکٹر نومی اس پر چڑھتے ہوئے بولا۔

"آئیے۔" اور پھر ان کے آگے آگے تیزی سے اوپر چڑھنے لگا... انہوں نے بھی تیزی دکھائی اور اس کے ساتھ ہی دیوار پر پہنچے، انہوں نے دیکھا، وہاں تازہ خون کے دھبے موجود تھے۔

☆...☆...☆

کیا مطلب

"آپ ان دھبوں کو دیکھ رہے ہیں۔" انسپکٹر جمشید نے مسکرا کر کہا۔

"معلوم ہو گیا... گولی اس جگہ سے ہی چلائی گئی ہے۔" انسپکٹر نومی نے منہ بنایا۔

"کیا آپ کو یہ خون کے دھبے دیکھ کر مایوسی ہوئی ہے۔" فاروق نے بغور اس کی طرف دیکھا۔

"مجھے کیوں مایوسی ہونے لگی بھلا۔"

"آپ نے منہ کچھ اسی انداز سے بنایا ہے۔"

"یہ میری عادت ہے۔"

"اوہ اچھا کیا... بتا دیا... خیر... قاتل یہاں آیا، لیکن کوئی چیز لگنے سے... ارے یہ رہی وہ ابھری ہوئی نوک... اس پر بھی خون لگا ہے۔ گویا اس جگہ اس نے ہاتھ رکھا ہو گا دیوار پر چڑھتے وقت... اور اس کا ہاتھ زخمی ہو گیا... یا پھر وہ ننگے پاؤں ہو گا... اور اس کا پاؤں زخمی ہوا ہو گا... اب وہ یہاں خون روکنے کے لیے تو کچھ کر نہیں سکتا تھا... نہ پیچھے جا سکتا تھا، اس لیے کہ پھر وقت نکل جاتا.. وہ اپنا کام نہ

کر سکتا، اسے ایک نامعلوم آدمی کی طرف سے یہ ہدایت مل چکی تھی کہ انسپکٹر جمشید کے ساتھ کوکب لنگڑا آ رہا ہے... جیل میں داخل ہونے سے پہلے پہلے اسے ختم کر دیا جائے... چنانچہ اسے نشانہ بنایا اور فوراً نیچے اتر گیا..."

"ایک منٹ ابا جان... کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ وہ زخمی واپس جاتے وقت ہوا ہو... تیزی سے واپس مڑنے کے چکر میں اس کا ہاتھ یا پھر پیر اس جگہ پڑا ہو۔"

"نہیں... وہ زخمی یہاں آتے وقت ہوا تھا۔" انہوں نے پورے یقین سے کہا۔

"کیا مطلب... کیا آپ نے اسے دیکھا تھا کہ اتنے یقین سے یہ بات کہہ رہے ہیں؟" انسپکٹر نومی نے منہ بنایا۔

"میں یہاں نہیں تھا، لیکن انسان اندازہ تو لگا سکتا ہے... ہمیں راستے میں کوئی خون کا دھبا نظر نہیں آیا... اگر وہ واپسی پر زخمی ہوا ہوتا تو راستے میں خون کے دھبے ضرور ملتے... دوسری طرف یہاں دھبا ایک آدھ نہیں... بے شمار ہیں... گویا وہ زخمی تھا اور یہاں رکنے پر مجبور تھا... ورنہ اتنے دھبے یہاں نہیں ہو سکتے تھے۔"

"واقعی... یہ اہم نقطہ ہے... اور اب یہ بات میں بھی یقین سے کہ وہ زخمی آتے وقت ہوا تھا۔"

"لیکن اس سے ہمیں کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ آتے وقت زخمی ہوا یا جاتے وقت... ہمارے لیے تو یہ کام کی بات ہے کہ اس

وقت وہ زخمی ہے اور ایک زخمی کو تلاش کرنا کچھ مشکل نہیں ... وہ قاتل ہے... اس لیے مسٹر نومی فوراً الارم بجادیں... جس الارم سے آپ سب قیدیوں کو میدان میں جمع کیا کرتے ہیں۔"

"کیا مطلب؟"

"میں نے کوئی ایسی بات نہیں کہی... جس کا آپ کو مطلب پوچھنا پڑے... ہم چاہتے ہیں... جیل کے تمام قیدی میدان میں جمع ہو جائیں۔"

"بہت بہتر! لیکن اس کے لیے آپ کو پہلے ایس پی صاحب سے بات کرنا ہو گی... کیونکہ یہ وقت اس کام کا نہیں ہے۔" انسپکٹر نومی نے کہا۔

"او کے... کوئی بات نہیں... آیئے چلتے ہیں۔"

وہ اسد فیروزی کے دفتر میں آئے... وہ کسی فائل میں کچھ لکھ رہے تھے...

"اوہو... آپ تو بہت جلد فارغ ہو گئے... میرا خیال تھا۔"

"آپ کا خیال درست تھا... ہم ابھی فارغ نہیں ہوئے۔"

"اچھی بات ہے... پھر آپ میرے پاس کس لیے آئے ہیں۔"

"قاتل نے خود کو زخمی کر لیا ہے... اس کے خون کے قطرے اوپر موجود ہیں... لہٰذا ہم چاہتے ہیں... تمام قیدی میدان میں جمع ہو جائیں۔"

"او کے... نومی صاحب الارم بجادیں۔"

"جی اچھا۔" اس نے کہا اور دیوار کے پاس جا کر ایک بٹن دبا دیا۔

ادھر انسپکٹر جمشید نے محمود سے کہا۔

"تم اکرام کو ہدایت دو... وہ آ کر خون کا نمونہ حاصل کر لے اور فوری طور پر اس کا نمبر معلوم کرائے..."

"جی اچھا۔" اس نے کہا اور اکرام کو فون کرنے لگا... ادھر جیل میں الارم بج رہا تھا اندر یک دم اودھم سا مچ گیا تھا... ہل چل سی بپا ہو گئی تھی۔

"پندرہ منٹ لگیں گے جناب، آپ یہیں تشریف رکھیں۔"

"بہت بہتر۔"

وہ بیٹھ گئے اور انتظار کرنے لگے... آخر نومی نے کہا:

"آیئے چلیں... تمام قیدی جمع ہو چکے ہیں۔"

وہ میدان میں آئے.. سب قیدی لائنوں میں کھڑے تھے.. ان کے چہروں پر حیرت بھی تھی۔

"کوئی قیدی اندر تو نہیں رہ گیا۔" انسپکٹر نومی نے نمبر دار سے پوچھا۔

"جی... جی نہیں... سب آ گئے ہیں... لیکن یہ اس وقت طلبی کیوں ہوئی ہے۔"

"کیا تم جانتے نہیں... جیل کے دروازے پر کوکب لنگڑا کو

گولی ماردی گئی ہے۔"

"اس سے یہ مطلب کیسے نکال لیا کہ ان میں سے کسی نے گولی چلائی ہے... جبکہ وہ وقت قیدیوں کے کمروں میں ہونے کا تھا... دوسرے یہ کہ قیدیوں کے پاس اسلحہ نہیں ہوتا۔" نمبر دار نے برا سا منہ بنایا۔

"بہت خوب! آپ کی بات سے پوری طرح اتفاق ہے... اس کا مطلب تو پھر یہ ہوا کہ جیل کے عملے میں سے کسی نے گولی چلائی ہے۔"

"جیل کے عملے میں سے کسی کو کوکب لنگڑے سے بھلا کیا دشمنی ہو سکتی ہے... وہ تو یہاں روز کا آنے جانے والا ہے... اسے یہاں رہتے ہوئے تو کسی نے ہاتھ نہیں لگایا۔"

"خوب خوب... آپ کی باتیں وزنی ہیں... تب پھر آپ کے خیال میں اسے گولی کس نے ماری۔"

"جیل سے باہر کوئی آدمی موجود ہوگا... اس نے ماری ہوگی۔"

"جی نہیں... گولی کی سمت یہی کہتی ہے کہ دیوار سے چلائی گئی ہے۔"

"او کے... آپ ان قیدیوں کو چیک کر لیں... پھر عملے کو چیک کر لیں۔"

"آپ کا خیال ہے... ہمیں ان میں ایسا آدمی نہیں ملے گا۔"

"نہیں... ہرگز نہیں۔"

"او کے... آپ ایک طرف ہو جائیں... ویسے یہ آپ کی انگلی پر پٹی کیسی بندھی ہے۔"

"چاقو سے ہاتھ کٹ گیا ہے۔"

"یہ کب کی بات ہے۔"

"آج کی ہی... کچھ دیر پہلے کی۔"

"خوب! تب تو وہ قاتل آپ خود بھی ہو سکتے ہیں... مسٹر نمبر دار... آپ کا نام کیا ہے..." وہ بولے۔

"کیا مطلب.. آپ نے اس قدر جلد یہ نتیجہ کیسے نکال لیا۔"

"وہ دیوار پر زخمی ہو گیا تھا۔"

"نن... نہیں۔"

"اور اگر یہ کام آپ کا ہے... تو آپ فوراً بتا دیں... کیونکہ قاتل اب چھپا نہیں رہ سکتا... ہم اس کے خون کا نمونہ حاصل کر لیں گے اور دیوار پر پائے جانے والے خون سے ملا کر دیکھ لیں گے۔"

"آپ ضرور ایسا کریں... میں نے یہ جرم نہیں کیا۔"

"آپ نے اپنا نام نہیں بتایا۔"

"ہیڈ نمبر دار ہوں... دلاور روپا نام ہے۔"

"اور یہ کام آپ نے نہیں کیا۔"

"ہرگز نہیں۔"

اب انہوں نے تمام قیدیوں کے ہاتھ اور پیر غور سے

دیکھے… یہ بھی ایک لمبا کام ثابت ہوا… لیکن کیا کیا جا سکتا تھا… کرنا پڑا… ان میں سے کچھ کے ہاتھ پیر زخمی تھے… ان پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں… لہٰذا انہیں الگ کر لیا گیا… ان سب کے خون کا نمونہ بھی لیا گیا.. اکرام اور اس کے ماتحت یہ کام تیزی سے کر رہے تھے… پھر اکرام نے آکر کہا:

"ان میں سے کسی کا خون اس خون جیسا نہیں ہے سر۔"

"اور ہیڈ نمبر دار دلاور رویا کا؟"

"اس کا بھی نہیں۔"

"تب پھر باقی عملے کو… ایک منٹ… ان کی گنتی کرنا ہوگی، ہو سکتا ہے… کوئی قیدی غائب ہو۔"

"اوہ ہاں… واقعی۔"

"انسپکٹر صاحب… ان کی حاضری بولی جائے۔"

"اچھی بات ہے۔" اس نے پھر منہ بنایا۔

"آپ نے پھر منہ بنایا۔"

"میں جانتا ہوں نا… اس کام کا کوئی فائدہ نہیں۔"

"گویا آپ جانتے ہیں… گولی کس نے چلائی ہے۔"

"نہیں… یہ تو مجھے معلوم نہیں۔"

"تب پھر آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ اس کام کا کوئی فائدہ نہیں۔"

"میرا خیال ہے… قاتل جیل سے باہر کا کوئی آدمی ہے…

جب کہ آپ تلاش کر رہے ہیں… جیل کے اندر… یہ تو وہی بات ہوئی نا… لڑکا بغل میں ڈھنڈورا شہر میں۔"

"کوئی بات نہیں… ہم اپنا کام اپنے طریقے کے مطابق کریں گے… آپ حاضری لگوائیں۔"

رجسٹر کے مطابق حاضری لگائی گئی.. سب موجود پائے گئے، اب عملے کو میدان میں جمع کیا گیا… ان کی بھی حاضری لگائی گئی… وہ بھی سب موجود تھے… اور ان میں تو کوئی زخمی بھی نہیں تھا…

"اب آپ کیا کہتے ہیں۔" انسپکٹر نومی نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"ہمارا کام ابھی ختم نہیں ہوا… ان کے علاوہ عملے میں اور کون شامل ہے۔"

"اب میں اور ایس پی صاحب رہ گئے۔"

"اور اے ایس پی صاحب؟"

"وہ بیمار ہیں… چھٹی پر ہیں… ان کا کام بھی ایس پی صاحب خود دیکھ رہے ہیں۔"

"ان کا نام… اور وہ کب سے بیمار ہیں۔"

"ان کا نام جلال غوری ہے… رجسٹر میں آپ ان کی چھٹی کا اندراج دیکھ سکتے ہیں۔"

"او کے… اس کا مطلب ہے… جیل میں کوئی ایسا شخص نہیں… جس نے گولی چلائی ہو۔"

"بالکل نہیں... میں نے آپ سے یہ بات پہلے ہی کہہ دی تھی۔"

"اور یہی ہم جاننا چاہتے ہیں۔" وہ مسکرائے۔

"کیا؟"

"یہ کہ آپ نے یہ بات اتنے یقین سے کس طرح کہہ دی تھی۔"

"جیل میں عملے کے پاس پستول بھی ہو سکتے ہیں... قیدیوں کے پاس نہیں... لہٰذا قیدی تو چلا ہی نہیں سکتے تھے... اور عملے میں سے کسی کو ایسا کرنے کی ضرورت نہیں تھی... آپ خود بتائیں۔"

"تب پھر... میں بھی ایک بات یقین سے کہہ سکتا ہوں۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"اور وہ کیا جناب؟" انسپکٹر نومی نے حیران ہو کر کہا۔

"یہ کہ گولی جیل ہی سے چلائی گئی ہے... اور چلانے والا جیل میں ہی موجود ہے۔"

"کیا مطلب... یہ... یہ کیسے ہو سکتا ہے؟"

انسپکٹر نومی بری طرح اچھلا۔

☆...☆...☆

تلاش کر لیں

چند لمحے تک وہ انہیں گھورتا رہا... آخر پھر وہ بولا:

"سب لوگوں کو چیک کر چکے ہیں... یہاں رہ کون گیا؟"

"آپ اور ایس پی صاحب۔"

"آپ کا مطلب ہے... یہ کام میرا یا ایس پی صاحب کا بھی ہو سکتا ہے۔" اس نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"ہاں! بالکل۔"

"لیکن آپ بھول رہے ہیں۔" وہ ہنسا۔

"اور میں کیا بھول رہا ہوں۔"

"میں یا ایس پی صاحب.. زخمی نہیں ہیں..." وہ طنزیہ انداز میں مسکرایا۔

"میں جانتا تھا.. آپ یہی کہیں گے۔"

"تب پھر.. بتائیں... ہم کس طرح مجرم ہو سکتے ہیں۔"

"وہ خون کسی اور کا ہو سکتا ہے... گولی چلانے والا کوئی اور ہو سکتا ہے... اس کا مطلب ہے، وہاں زخمی کوئی نہیں ہوا تھا... جان بوجھ کر خون گرا لیا گیا... تاکہ ہم غلط راستے پر چل نکلیں..."

"نہیں... یہ غلط ہے... اور ہاں! اگر یہ بات ہے... تو بھی آپ کو ایک ایسا آدمی تلاش کرنا ہو گا جس کا خون نکالا گیا... اور دیوار پر گرایا گیا..."

"ہم ایسا آدمی تلاش کریں گے انسپکٹر نومی۔" انسپکٹر جمشید پر یقین انداز میں بولے۔

"آپ یہ بات اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتے ہیں بھلا۔"

"اس لیے کہ پستول چلانے والا جیل میں ہی تھا... پھر وہ کون ہے... کہاں چلا گیا... اگر سب لوگوں کو ہمارے سامنے پیش کر دیا گیا ہے تو خون کس کا ہے... اس کا مطلب ہے... ایک کو کہیں چھپا دیا گیا ہے..."

"او کے... تلاش کر لیں اور ہمیں گرفتار کر لیں۔"

"آپ کا رویہ قانون کے محافظوں جیسا نہیں ہے۔" انسپکٹر جمشید نے شکایت کے سے انداز میں کہا۔

"آپ بھی تو ہم پر قتل کا الزام لگا رہے ہیں۔"

"ابھی میں نے الزام لگایا نہیں... خیر پوری جیل کی تلاشی لینا آسان کام نہیں... اب ہم کیا کریں؟ آپ یہ بتائیں۔"

"یہ میں بتاؤں۔"

"ہاں! اس لیے کہ جیل میں آپ رہتے ہیں... ہم نہیں.."

"آپ اس بات کو لکھ لیں... قاتل جیل میں نہیں ہے۔"

"محمود... لکھ لینا بھی ذرا۔" وہ مسکرائے۔

"جی اچھا۔" محمود نے فوراً کہا اور نوٹ بک جیب سے نکال کر لکھنے لگا۔

"یہ کیا... یہ تو واقعی لکھنے لگے۔"

"نوٹ بک میں آپ کا دعویٰ لکھا جا رہا ہے... اب ہم اپنا دعویٰ بھی نیچے لکھیں گے... محمود اپنا دعویٰ بھی لکھ لو۔"

"جی اچھا۔" اس نے کہا اور لکھنے لگا۔

"اور اپنا دعویٰ کیا لکھا جا رہا ہے۔" انسپکٹر نومی نے برا سا منہ بنایا۔

"یہ کہ یہاں ایک آدمی کم از کم ایسا ضرور ہے... جو زخمی ہے... چاہے اس نے فائر کیا ہے یا نہیں... یعنی اس بات کا امکان ضرور ہے کہ اس نے فائر نہ کیا ہو، اس کا صرف خون وہاں گرایا گیا ہو... تاکہ ہم الجھ جائیں۔"

"نہیں جناب! یہ بات تو اس وقت ممکن تھی جب پہلے سے منصوبہ ترتیب دیا گیا ہوتا... آپ تو یہاں اچانک آئے ہیں۔"

"آپ بھول رہے ہیں.. کوکب لنگڑے کو قتل کیا گیا ہے۔"

"تو پھر... میں نے کب کہا ہے کہ نہیں کیا گیا۔"

"اور گولی جیل سے چلائی گئی ہے۔"

"اس بارے میں، میں نہیں کہتا... آپ کہتے ہیں... یہ آپ کا دعویٰ ہے... اس دعوے کو آپ ثابت کریں۔"

"ہوں اچھا خیر... چلو محمود، فاروق اور فرزانہ ثابت کرو۔"

"جی... کیا فرمایا... ثابت کریں۔"

"ہاں... تم ثابت کرو کہ یہاں کوئی آدمی چھپا ہوا ہے... او
اس کا ہاتھ زخمی ہے... یا پاؤں۔"

"یہ... یہ ثابت کریں گے۔" انسپکٹر نومی نے مذاق اڑا
کے انداز میں کہا۔

"کیوں... کیا آپ کے خیال میں نہیں کر سکتے۔"

"آپ نہیں کر سکے تو یہ کیسے کر سکتے ہیں۔"

"میں نے تو اس سلسلے میں کوشش شروع کی ہی نہیں۔"

"انکل نومی... آپ ہمیں ایس صاحب کے کمرے میں ل
چلیں۔" فرزانہ بولی۔

"کیا مطلب۔" وہ زور سے چونکا۔

"میں نے کہا... آپ ہمیں ایس پی صاحب کے کمرے میں
لے چلیں۔"

"اوکے... لیکن آپ وہاں کیوں جانا چاہتے ہیں۔"

"اپنے دعوے کو ثابت کریں گے۔"

"اور آپ کا خیال ہے... قاتل ان کے کمرے میں کہیں
چھپا ہوا ہے۔"

"ہاں! بالکل... شروع سے وہیں چھپا ہوا ہے۔"

"حد ہو گئی... کیا آپ کے بچوں کو اس وقت بھی مذاق سوجھ
رہا ہے۔" انسپکٹر نومی کی طرف مڑا۔

"سوجھنے کو مذاق انہیں کسی وقت بھی سوجھ سکتا ہے۔" وہ
بولے۔

"لیکن مجھے یہ پسند نہیں... کہ کوئی بلاوجہ مجھ سے مذاق
کرے... جب کہ میں اس سے مذاق نہ کر رہا ہوں۔"

"اچھی بات ہے... فرزانہ... کیا تم نے یہ بات مذاق میں
کہی تھی۔"

"ہرگز نہیں... یہ ہمیں ایس پی صاحب کے کمرے میں لے
چلیں... ہم قاتل وہاں سے برآمد کرائیں گے۔"

"آپ ایس پی صاحب پر الزام لگا رہے ہیں۔" انسپکٹر نومی
نے تیز لہجے میں کہا۔

"اگر ہم اس الزام کو ثابت نہ کر سکے... تو آپ ہم پر مقدمہ
کر دیجیے گا۔"

"اچھی بات ہے تو پھر چلیں۔"

"بھئی یہ منظر تو میں بھی دیکھنا پسند کروں گا۔" انسپکٹر جمشید
نے خوش ہو کر کہا۔

"کون سا منظر... ان کی ناکامی کا۔" انسپکٹر نومی نے فوراً
طنزیہ انداز میں کہا۔

"نہیں... وہاں سے مجرموں کو برآمد ہوتے دیکھنا پسند
کروں گا۔"

"تب وہ دن کبھی آئے گا نہیں۔"

"ارے باپ رے... پھر ہم کس طرح دیکھیں گے منظر۔"

"یہی تو بتا رہا ہوں... آپ نہیں دیکھ سکیں گے۔"

"او کے.. اب تو چلنا ہوگا۔" انہوں نے کندھے اچکا دیے۔ اور پھر وہ ایس پی صاحب کے کمرے میں آگئے... ایس پی صاحب کمرے میں نہیں تھے...

"کہاں گئے سر؟" انسپکٹر نومی نے چپراسی سے پوچھا۔

"گھر گئے ہیں۔"

"کوئی کام آپڑا تھا؟" انسپکٹر جمشید نے پوچھا۔

"نہیں... یہ تو ان کا روز کا معمول ہے... جیل میں ہی تو ان کی کوٹھی ہے... سرکاری کوٹھی... دن میں دو تین بار گھومتے ہوئے گھر چلے جاتے ہیں... چند منٹ بعد واپس آجاتے ہیں۔"

"اوہ... اوہ۔" ان کے منہ سے نکلا۔

"کیوں جناب... کیا بات ہے۔"

"اب شاید ہمیں اس کوٹھی کی تلاشی بھی لینا ہوگی۔"

"کیا کہتے ہیں... آپ ایس پی صاحب کی کوٹھی کی تلاشی لیں گے۔"

"ہاں مجبوری ہے۔"

"خیر... خیر... دیکھتے ہیں۔" انسپکٹر نومی نے طنزیہ انداز کہا۔

"کیا دیکھتے ہیں۔"

"یہ کہ آپ تلاشی لے سکتے ہیں یا نہیں۔"

"کیوں... کیا آپ کے خیال میں ہم ایسا نہیں کر سکیں گے۔"

"بالکل نہیں لے سکیں گے۔"

"اگر وہ زخمی آدمی ہمیں یہاں نہ ملا تو ہم کوٹھی کی تلاشی بھی لیں گے۔"

"ایسا لگتا ہے جیسے آپ پوری جیل سے لڑائی مول لینے پر تل گئے ہیں۔" انسپکٹر نومی نے جل کر کہا۔

"اس بات کو ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں... ایسا لگتا ہے جیسے پوری جیل ہم سے لڑائی پر تل گئی ہو۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

وہ برا سا منہ بنا کر رہ گئے... پھر ایس پی صاحب کے کمرے کی تلاشی شروع ہوئی... کمرہ اتنا لمبا چوڑا نہیں تھا کہ تلاشی میں زیادہ وقت لگتا... لہٰذا وہ جلد ہی فارغ ہو گئے... اب انسپکٹر نومی نے طنزیہ انداز میں ان کی طرف دیکھا:

"آپ تو کہتے تھے... قاتل یہاں چھپا ہوا ہے۔"

"غلط نہیں کہا تھا ہم نے... چھپا ہوا تھا... پھر اسے یہاں سے نکال دیا گیا..."

"حد ہو گئی، آپ تو الزام پر الزام لگائے چلے جا رہے ہیں۔"

"اور ہم اس الزام کو ثابت کریں گے۔"

"آپ کا مطلب ہے... آپ یہ بات ثابت کریں گے کہ قاتل یہاں تھا۔" اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں! بالکل۔"

"تو کریں پھر ثابت۔"

"ایس پی صاحب کی میز کے تین اطراف لکڑی کی دیواریں لگائی گئی ہیں... صرف ان کی کرسی کی سمت لکڑی کی دیوار نہیں ہے... تاکہ وہ ٹانگیں پھیلا سکیں... اس طرح اس بڑی میز کے نیچے ایک چھوٹا سا کمرہ بن گیا... جس میں کوئی آدمی آسانی سے چھپ سکتا ہے۔"

"اور ایس پی صاحب نے یہاں قاتل کو اپنی میز کے نیچے چھپایا ہوا تھا۔" انسپکٹر نومی نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"ہاں ایسی میرا دعوئی ہے۔"

"ارے باپ رے... آپ تو ہمارے ایس پی صاحب کو مجرم بنائے دے رہے ہیں۔"

"عدالت بھی انہیں مجرم مانے گی۔" انہوں نے پر یقین انداز میں کہا۔

"آخر کیسے... آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ وہ یہاں اس میز کے نیچے چھپا ہوا تھا۔"

"قتل کرنے کے بعد وہ سیدھا یہاں آیا تھا... اور میز کے نیچے چھپ گیا تھا... جب ہم یہاں آئے، وہ اس وقت بھی میز کے

نیچے تھا... لیکن اس وقت ہم یہ اندازہ نہیں لگا سکے تھے... اس کا اندازہ بعد میں ہوا... جب وہ گنتی کے بعد بھی نہ ملا... اور جیل کی تلاشی لینے پر بھی نہ ملا۔"

"یہ صرف ایک خیال ہے... آپ کے پاس اس بات کا ثبوت تو کوئی نہیں ہے نا۔"

"آیئے میں آپ کو ثبوت دکھا دوں۔"

وہ اسے میز کے اس طرف لے آئے... جس طرف دیوار نہیں تھی... ایس پی صاحب کی کرسی کو ایک طرف ہٹا دیا گیا... اب انہوں نے میز کے نیچے والی جگہ کا بغور جائزہ لیا...

"قاتل کی موجودگی ثابت ہوئی یا نہیں۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"جی نہیں... بالکل نہیں ہوئی... پتا نہیں آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔" اس نے الجھن کے عالم میں کہا۔

"آپ نے غور نہیں کیا۔" وہ بولے۔

"مجھے آپ کی طرح غور کرنا نہیں آتا۔"

"اوہ... تب تو آپ کی ترقی کے امکانات نہ ہونے کے برابر ہیں... ہاں سفارش کے ذریعے ترقی کر جائیں... یہ اور بات ہے۔"

"اب معاملہ میری برداشت سے باہر ہے... یا تو آپ وہ دکھائیں... جو دکھانا چاہتے ہیں... یا پھر میں ایس پی صاحب کو بلا کر لے آتا ہوں۔"

"نہیں آپ انہیں بلانے کے لیے نہ جائیں... کسی کو بھیج کر بلوالیں... اگر انہیں بلانے کی آپ ضرورت محسوس کر رہے ہیں... ویسے ہم نہیں چاہتے... ابھی وہ آئیں۔"

"اچھی بات ہے... مجھے یہاں کچھ نظر نہیں آرہا... آپ دکھائیں۔"

"یہ دیکھیے... خون کا ایک ننھا سا قطرہ... بالکل تازہ خون کا، کیا میں اس کو انگلی پر لے کر دکھاؤں..." یہ کہتے ہوئے انہوں نے خون کے قطرے پر انگلی رکھ دی... انگلی اٹھا کر انہیں دکھائی تو اس پر خون لگا ہوا تھا۔

"یہ بتائیں... یہ کہاں سے آیا... آپ کے ایس پی صاحب زخمی نہیں ہیں... کیا میں غلط کہہ رہا ہوں؟"

"نن نہیں... لیکن ہو سکتا ہے... ان کی انگلی میں کوئی پن وغیرہ چبھ گئی ہو... آپ کے جانے کے بعد۔"

"خون کا نمونہ لیا جائے گا جناب، سوچ سمجھ کر بات کریں۔"

اسے ایک زوردار جھٹکا لگا... پھر اس نے کہا:

"او کے... ہم ایس پی صاحب کو بلا لیتے ہیں... ان کی انگلی دیکھ لیتے ہیں۔"

"ہاں! بلالیں انہیں... کوئی اعتراض نہیں۔" وہ مسکرا دیے۔

انسپکٹر نومی نے فون کا ریسیور اٹھایا... ایس پی صاحب سے بات کی اور فون رکھ دیا...

جلد ہی وہ اندر داخل ہوئے... ان کے چہرے پر ایک مسکراہٹ تھی۔

"ہاں! اب کیا بات ہے۔"

"ان کا خیال ہے... قاتل کو آپ نے اپنی میز کے نیچے پناہ دی تھی... یہاں یہاں خون کا دھبا بھی موجود ہے۔"

"وہ میری انگلی میں پن لگ گئی تھی... یہ دیکھیں۔"

انہوں نے انگلی آگے کر دی... وہاں پن لگنے کا نشان موجود تھا۔

"محمود... اکرام سے کہو... اس خون کو بھی دیکھ لیں۔"

"جی اچھا۔" اس نے کہا اور اکرام کو اطلاع دی۔

وہ فوراً ہی اندر داخل ہوا... پھر اس نے ننھے سے قطرے کو محفوظ کر لیا۔

"محترم جناب... اگر خون کا یہ قطرہ آپ کا ثابت ہو گیا تو ہم جیل سے فارغ ہو جائیں گے... ورنہ اس کا جواب دینے کے لیے تیار ہو جائیں۔"

"فکر نہ کریں... یہ خون میرا ہے... یہاں کوئی مجرم نہیں چھپا ہوا تھا۔" اس نے پورے اطمیان سے کہا... اچانک فرزانہ کے جسم کو ایک جھٹکا سا لگا۔

"کہیں ہم لوگوں کو چکر تو نہیں دیا جا رہا۔"

"وہ... وہ کیسے؟"

"ہو سکتا ہے... میز کے نیچے ملنے والا خون انہی کا ہو۔"

"اس صورت میں ہم کوٹھی کی تلاشی لیں گے۔"

"کیا!!!" ایس پی پوری قوت سے دھاڑے... پھر اچھل کر کھڑے ہو گئے اور چیخ کر بولے:

"آپ... آپ میری کوٹھی کی تلاشی لیں گے۔"

"ہاں! مجبوری ہے۔"

ایسے میں ایس پی صاحب کے کمرے میں کوئی داخل ہوا... داخل ہونے والے کو دیکھ کر وہ بری طرح اچھلے۔

☆...☆...☆

باہر کا آدمی

وہ خاقان شاہ تھا... ہوٹل صنوبر کا کاؤنٹر کلرک... اور اس طرح منہ اٹھائے چلا آرہا تھا، گویا یہاں اس کا روز کا آنا جانا ہو۔ جونہی وہ اندر داخل ہوا... زور سے اچھلا:

"یہ کیا... آپ لوگ یہاں۔"

"کیوں... آپ کس سے ملنے کے لیے آئے ہیں۔"

"اوہ... یہ خاقان شاہ ہے... میرا دوست۔" ایس پی جلدی سے بولے۔

"کیا کہا... آپ کا دوست..." انسپکٹر جمشید نے حیران ہو کر کہا۔

"کیوں... کیا بات ہے۔"

"جہاں تک ہمیں معلوم ہے... یہ صاحب ہوٹل صنوبر میں کاؤنٹر کلرک ہیں... لیکن ان کا کردار اچھا نہیں ہے... جرائم پیشہ لوگوں میں اٹھنا بیٹھنا زیادہ ہے... اور ہمارے انکل اکرام کا کہنا ہے کہ یہ صاحب خطرناک واقع ہوئے ہیں۔"

"نہیں جناب! ان کا خیال غلط ہے... اسد صاحب مجھے اچھی

طرح جانتے ہیں... میں نہایت شریف انسان ہوں۔"

"ہاں! اس میں شک نہیں۔"

"خیر... ہمیں کیا... آپ جانیں... یہ جانیں... کوکب لنگڑے کا اٹھنا بیٹھنا بھی تو انہی کے ہوٹل میں تھا۔"

"ارے ہاں! میں نے سنا ہے... بے چارے کوکب کو کسی نے گولی ماردی ہے۔"

"ٹھیک سنا ہے خاقان شاہ... آؤ تم بیٹھو... اور دیکھیے جناب، اگر آپ کو میری کوٹھی کی تلاشی لینا ہے تو وارنٹ لانا ہوں گے۔"

"اس کی ضرورت نہیں... ہم وارنٹ کے بغیر بھی تلاشی لے سکتے ہیں۔"

"لیکن کیوں... تلاشی کس سلسلے میں۔"

"انہیں کوکب لنگڑے کے قاتل کی تلاش ہے... جیل کی تلاشی پہلے ہی لے چکے ہیں... اب باری ہے میری کوٹھی کی۔"

"حیرت ہے... کیا ان لوگوں کا خیال یہ ہے کہ کوکب کو آپ نے قتل کر دیا ہے... بھلا اس سے زیادہ احمقانہ خیال اور کیا ہو سکتا ہے۔"

"ہاں! بالکل... ان کا یہی خیال ہے... لیکن ہم کیا کر سکتے ہیں... کسی کے خیال پر پابندی تو عاید نہیں کر سکتے۔" ایس پی نے منہ بنایا۔

"تو پھر آپ ایسا کریں کہ انہیں تلاشی دے دیں۔"

"کیا کہا... تلاشی دے دوں... وارنٹ کے بغیر۔"

"ہاں! یہ وارنٹ کے بغیر بھی تلاشی لے سکتے ہیں... ان کے پاس اجازت ناموں کی لائن ہے۔"

ایسے میں فرزانہ کی نظریں اس کی انگلی پر جا پڑیں... وہ زور سے چونکی... وہاں پٹی بندھی تھی...

"آہا... مسٹر خاقان شاہ... یہ آپ کی انگلی پر کیا ہوا؟"

"انگلی کٹ گئی ہے... چاقو سے۔"

"کب... میرا مطلب ہے یہ کب کی بات ہے۔" انسپکٹر جمشید پر جوش انداز میں بولے۔

"آج ہی صبح۔"

"بہت خوب! یہ پٹی... محمود اکرام کو بلاؤ... اب ہمیں ایس پی صاحب کی کوٹھی کی تلاشی کی بھی ضرورت نہیں رہے گی۔"

"جی... کیا مطلب؟" خاقان اچھلا۔

"ہاہاہا... خاقان... اب یہ آپ کو قاتل کے طور پر پکڑیں گے۔"

"مم... مجھے... لیکن میں تو ہوٹل سے چلا آرہا ہوں اور وہاں میری موجودگی کے سو سے زیادہ آدمی گواہ ہیں... میں ہال سے اٹھ کر سیدھا ادھر آرہا ہوں۔"

"وہ بعد کی بات ہے۔ مسٹر خاقان، آپ پہلے پٹی اتار دیں۔"

اس نے منہ بناتے ہوئے پٹی کھول دی... انہوں نے اس

کے زخم کا معائنہ کیا... اتنے میں اکرام اندر آگیا اور خاقان کو دیکھ کر
زور سے اچھلا۔

"یہ... یہ کیا... یہ یہاں۔"

"اکرام... اس کے خون کا نمونہ لو۔"

"جی بہت بہتر... کیا اس کی انگلی زخمی ہے۔" اکرام پر
جوش طاری ہو گیا۔

"ہاں! بالکل۔"

اس کے خون کا نمونہ لیا گیا... دیوار پر پائے جانے والے
خون سے ملایا گیا... انہیں یہ دیکھ کر ایک جھٹکا لگا... وہ خون اسی کا تھا۔

"بہت خوب! تو قاتل خود چل کر ہمارے پاس آگیا۔"

"کک... کیا مطلب... نن نہیں۔" وہ بہت زور سے اچھلا۔

"جیل کی دیوار پر قاتل کا خون گرا تھا.. ہم نے اس کو محفوظ
کر لیا تھا اور اس کا معائنہ کرایا تھا... اب آپ کا خون اور وہ خون ایک
ہی ثابت ہو گئے ہیں... پھر آپ کی انگلی بھی زخمی ہے... لہٰذا ہم آپ
کو کوکب لنگڑے کے قتل کے الزام میں گرفتار کرتے ہیں۔"

اس پر سکتہ طاری ہو گیا... اکرام نے اس کے ہاتھ میں
ہتھکڑیاں پہنا دیں...

"اب سوال یہ ہے کہ... آپ نے ایسا کیوں کیا۔"

"باس کے حکم سے۔" وہ ستی ہوئی آواز میں بولا۔

"باس کے حکم سے۔" وہ بولے۔

"ہاں! باس کے حکم سے۔"

"اور وہ کون ہے۔"

"میں نہیں جانتا... وہی کوکب کا بھی باس ہے۔"

"ایسے بات نہیں بنے گی... اکرام اسے دفتر لے چلو... اچھا
جناب... آپ لوگوں کو بہت زحمت دی گئی۔"

"اوہ! کوئی بات نہیں۔"

"ہم لوگ خیال کرتے رہے کہ مجرم جیل میں سے کوئی ہے،
لیکن نکل آیا باہر کا آدمی۔"

"ہم تو پہلے ہی کہہ رہے تھے۔"

"بس... وہ سمت کی وجہ سے ایسا خیال کرتے رہے..."

اور پھر وہ خاقان شاہ کو دفتر لے آئے... پہلے اسے حوالات
میں بند کر دیا گیا... وہ خود اپنے کمرے میں آبیٹھے۔

"یہ... یہ کیسے ہو سکتا ہے۔" فرزانہ نے کھوئے کھوئے
انداز میں کہا۔

"اسی لیے تو میں تم لوگوں کو یہاں لایا ہوں۔"

"جی... کس لیے۔"

"تاکہ ہم کھل کر بات کر سکیں... ہاں اب کرو باتیں۔"

"جی... کیا فرمایا... اب کریں باتیں۔" فرزانہ نے گھبرا کر
کہا۔

"ہاں! اب کرو باتیں..." وہ مسکرا دیے۔

"جی اچھا... چلو بھئی کرو باتیں۔" فرزانہ بولی۔

"لل... لیکن... کیا باتیں کریں... سوال تو یہ ہے۔"

"حد ہو گئی... آج تمہیں یہ بات نہیں سوجھ رہی کہ کیا باتیں کریں۔" انسپکٹر جمشید جھلا اٹھے۔

"ہاں واقعی... ارے ہاں... آخر یہ کیسے ہو سکتا ہے... گولی کوکب کی پیشانی پر لگی تھی... اور اس وقت اس کا منہ جیل کی طرف تھا... تو جیل سے باہر کا آدمی مجرم کیسے ہو سکتا ہے... خاقان نے آخر گولی کہاں سے چلائی۔" فرزانہ نے جلدی جلدی کہا۔

"یہ تو اب اس سے پوچھیں گے ہم۔"

"ہوں ٹھیک ہے..."

"اور کوکب لنگڑا کو قتل کیوں کیا گیا... یہ بھی تو ایک سوال ہے۔"

"ہاں! یہ بھی ایک اہم سوال ہے۔"

"تب پھر باتیں کرنے کے بجائے... پہلے اس کو کیوں نہ بلا لیا جائے۔"

"نہیں... چند منٹ تک باتیں کرو..."

"آپ چاہتے ہیں... جو ہمارے ذہن میں آئے... کہہ ڈالیں۔"

"ہاں! میں بالکل یہی چاہتا ہوں۔"

"تب پھر ہم شروع سے کیوں نہ شروع کریں۔"

"یہ اور اچھی بات ہے... مجھے کوئی اعتراض نہیں۔"

"انکل اکرام نے آپ کی توجہ اس طرف دلائی تھی کہ کوکب لنگڑا انیسویں مرتبہ جیل سے باہر آیا اور اب وہ پھر جیل چلا جائے گا... کیونکہ ادھر وہ جیل سے آتا ہے... ادھر کوئی واردات کر کے جیل چلا جاتا ہے... سوال یہ تھا کہ کیوں... ہم نے پروگرام بنایا کہ اس بار فی الحال اس کی اس کوشش کو ناکام بنایا جائے... لہٰذا ہم ہوٹل صنوبر پہنچ گئے... وہاں کوکب لنگڑا موجود تھا... ہوٹل کے کاؤنٹر کلرک خاقان شاہ کے بارے میں پہلے ہی انکل ہمیں خبردار کر چکے تھے کہ وہ خطرناک آدمی ہے... ہم ہوٹل پہنچے... کوکب ہال میں موجود تھا... اس کی طرف بڑھے ہی تھے کہ کالیا نامی ایک شخص نے اس پر فائرنگ شروع کر دی... لیکن ادھر اس نے جوابی فائرنگ شروع کر دی... گویا اس نے جیل جانے کے پروگرام پر عمل شروع کر دیا... لیکن جب ہم نے دخل اندازی کی... تو وہ غائب ہو گئے... اس کے بعد ہمیں حیرت اس وقت ہوئی... جب کوکب آپ کے دوست خادم بلگرامی کو لے کر آپ کے پاس پہنچ گیا... اور خادم بلگرامی نے اس کی سفارش کی... خادم بلگرامی نے صفائی دی کہ کوکب ابھی ابھی جیل سے باہر آیا ہے اور اس کا اس واقعے سے کوئی تعلق نہیں خدا جانے کیوں اسے ہلاک کرنا چاہتا تھا... بہر حال ہم اسے جیل کی طرف لائے... لیکن ابھی جیل کے دروازے پر ہی پہنچے تھے کہ اس پر فائر کیا گیا... فائر کی سمت بتاتی ہے، وہ جیل کی طرف سے کیا

گیا... گویا وہ اس وقت جیل کی دیوار پر موجود تھا... گولی چلا کر وہ فوراً نیچے آگیا اور ایس پی صاحب کی میز کے نیچے چھپ گیا... کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ہم پہلے قاتل کی تلاش میں سیدھے اندر جائیں گے... ایس پی صاحب کے کمرے کی تلاشی نہیں لیں گے... ادھر ہم اندر داخل ہوئے... ادھر خاقان شاہ کو باہر نکال دیا گیا۔" محمود رکے بغیر کہتا چلا گیا۔

"تمہارا مطلب ہے ایس پی صاحب نے؟"

"اگر اس نے ان کی میز کے نیچے پناہ لی تھی... تب وہ ایس پی صاحب کا ساتھی ہے... اور ایس پی صاحب ان جرائم میں برابر کے حصے دار ہیں... دیوار پر خون موجود ہے... وہ خون خاقان شاہ کا ثابت ہوا ہے... اب ہم اور کیا سمجھیں۔"

"ہوں... ہم سب انہی لائنوں پر سوچ رہے ہیں اور ظاہر ہے اور ہم سوچ بھی کیا سکتے ہیں، لیکن.." یہ کہتے ہوئے وہ رک گئے۔

"آپ پھر ایک اور لیکن لے آئے۔"

"میں اور کیا کر سکتا ہوں۔"

"وضاحت تو کر سکتے ہیں۔" فاروق نے فوراً کہا۔

وہ مسکرا دیے... پھر انسپکٹر جمشید نے کہا:

"لیکن... یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے... خاقان تو بہت خوب صورتی سے جیل سے چلا گیا تھا... اسے تو حفاظت سے باہر بھیج دیا گیا تھا... اس پر تو ہمارا شک تک نہیں گیا تھا... پھر آخر وہ اچانک

لوٹ آیا... اس نے کیوں موقع دیا کہ ہم اس کی زخمی انگلی کو دیکھ کر اس کے خون کا تجزیہ کرائیں... اور بطور قاتل اسے گرفتار کر کے جیل پہنچادیں... آخر اس کی کیا ضرورت تھی۔"

"اوہ... اوہ۔" ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

"اوہ اوہ... سے کام نہیں چلے گا۔"

"تب پھر... کس سے چلے گا۔"

"اس سے کہ... خاقان کو کیوں حکم دیا گیا... کہ جاؤ جیل اور خود کو قاتل کے طور پر پیش کر دو۔"

وہ سوچ میں ڈوب گئے... پھر اچانک فرزانہ زور سے اچھلی.. اس کے چہرے پر حیرت دوڑ گئی۔

☆...☆...☆

فوراً پہنچو

"اس کا مطلب ہے... تم تو پہنچ گئیں کسی نتیجے پر۔" فاروق نے برا سا منہ بنایا۔

"کیا کیا جائے... مجبوری ہے۔"

"چلو خیر... بتاؤ۔" محمود مسکرایا۔

"خاقان شاہ فائر کرنے کے بعد پہلے ایس پی صاحب کے کمرے میں چھپا تھا.. جب ہم اندر داخل ہوئے تو اسے باہر نکال دیا گیا، وہ رہا وہیں کہیں... آس پاس ہی... شاید ایس پی صاحب کی کوٹھی میں چھپ گیا ہوگا... کیونکہ آخر وہ ان کا ساتھی ہے... جب ہم نے ایس پی صاحب کی کوٹھی کی تلاشی کا فیصلہ کیا تو وہ گھبرا گئے... اور خفیہ ذریعے سے اشارہ دیا کہ خاقان خود کو پیش کر دے... کیونکہ اب کوٹھی کی تلاشی سے وہ اسی صورت محفوظ رہ سکتے تھے... اور ایس پی صاحب کوٹھی کی تلاشی دینا نہیں چاہتے تھے..... باقی رہا خاقان کے جیل جانے کا مسئلہ... تو جیل تو ان کی اپنی ہے... یہ تو جیل جانا پسند کرتے ہیں۔" یہاں تک کہہ کر فرزانہ خاموش ہوگئی۔

"بہت خوب فرزانہ! میں نے بھی یہی نتیجہ نکالا تھا۔"

"یہی وجہ ہے کہ میں نے اور محمود نے یہ نتیجہ نہیں نکالا۔" فاروق بول پڑا۔

"کیا مطلب... یہ کیا بات ہوئی بھلا۔" فرزانہ کے لہجے میں حیرت تھی۔

"یہ بات اس طرح ہوئی کہ ہم نے سوچا... جب تم نے اور ابا جان نے پہلے ہی یہ نتیجہ نکال لیا تو اب ہمیں کیا ضرورت رہ جاتی ہے... یہ نتیجہ نکالنے کی۔" اس نے مسکرا کر جواب دیا۔

"حد ہو گئی... ہے کوئی تک اس بات کی۔"

"پتا نہیں... اب تک کے چکر میں کون پڑے۔"

"بلاؤ... بھئی خاقان کو۔"

خاقان کو ان کے سامنے بٹھا دیا گیا... وہ ذرا بھی پریشان نظر نہیں آرہا تھا۔

"تو تم اس بات کا اقرار کرتے ہو... کہ کوکب پر گولی تم نے چلائی تھی۔"

"ہاں! یہی بات ہے۔"

"لیکن کہاں سے۔"

"جیل کے سامنے ایک چھت سے۔"

"لیکن تمہارا خون جیل کی دیوار پر کیوں ملا۔"

وہ لاجواب ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

"اس کا مطلب ہے... تم اس وقت جیل کی دیوار پر تھے..."

جب ہم کوکب کو لے کر وہاں پہنچے... اور تمہیں پہلے ہی حکم مل چکا تھا
کہ جونہی کوکب جیل کے دروازے پر پہنچے... اسے قتل کر دینا۔"

"ہاں! بالکل یہی بات ہے۔" اس نے تھکے تھکے انداز میں
کہا۔

"لیکن تم جیل میں کیسے داخل ہو گئے تھے... تمہیں کسی نے
روکا کیوں نہیں۔"

"ایس پی صاحب سے میری پرانی علیک سلیک ہے... ایک
طرح سے وہ میرے دوستوں میں سے ہیں... میں نے وہاں جا کر ان
سے کہا کہ میں ذرا جیل کو گھوم پھر کر دیکھنا چاہتا ہوں... انہوں نے
فوراً اجازت دے دی... اور میں دیوار پر چڑھ گیا... کوکب کا انتظار
کرنے لگا، اس لیے کہ باس نے کہا تھا... انسپکٹر جمشید کوکب کو لے کر
جیل کا رخ کر چکے ہیں... لہٰذا فوراً میں یہاں پہنچ جاؤں اور اسے جیل
میں داخل ہونے سے پہلے ختم کر دوں۔"

"حیرت ہے... کمال ہے... آخر باس کو یہ بات کیسے معلوم
ہو گئی۔"

"ہم آج تک نہیں جان سکے.. باس کون ہے... لیکن بہرحال
حکم اسی کا چلتا ہے... جیل میں بھی اسی کا چلتا ہے... اس نے ایک
طرح سے تمام متعلقہ لوگوں کو قابو میں کر رکھا ہے۔"

"تمہارا مطلب ہے... ایس پی صاحب کو بھی۔" ان کے
لہجے میں حیرت تھی۔

"جی نہیں... ایس پی صاحب کا ان معاملات سے کوئی تعلق
نہیں۔"

"یہ... یہ کیسے ممکن ہے... تم قتل کر کے ان کی میز کے
نیچے چھپے رہے ہو۔"

"اوہ... اوہ... تو آپ یہ بات بھی جان گئے۔"

"یہ بات تو بالکل سامنے کی ہے..." فاروق مسکرایا۔

"اس میں شک نہیں جناب... کہ ایس پی صاحب بھی باس
کا غلام ہے... اس نے ہم سب کو بری طرح شکنجے میں جکڑ رکھا ہے...
اس کے پاس ہم لوگوں کے خلاف ایسے ایسے ثبوت ہیں، اگر ہم اس کا
ساتھ نہ دیں تو وہ ہمیں فوراً گرفتار کرا دے... اور خود ایک طرف
کھڑا مسکراتا ہو گا اور کسی کو اس پر شک نہیں گزرے گا۔"

"جیل میں کاروبار کیا ہو رہا ہے۔"

"نشہ آور دواؤں کا... افیون، چرس، ہیروئن، شراب اور
اس قسم کی اور بہت سی چیزیں جیل میں خفیہ طور پر پہنچا دی جاتی ہیں،
اور کوکب جیسے جیل میں موجود دولت مند قیدیوں کو وہ دوائیں
پہنچاتے ہیں... ان سے پیسے وصول کرتے ہیں اور وہ لوگ نشے میں
دھت ہو کر جیل میں اپنا وقت پورا کرتے رہتے ہیں.. یہ ہے کاروبار۔"

"اور اس میں ایس پی صاحب برابر کے شریک ہیں۔"

"باس کے آگے وہ صرف ایک مہرے ہیں... باس جب
چاہے گا... انہیں جیل سے باہر نکال دے گا۔"

"آخر یہ باس کیا چیز ہے۔"

"شاید بہت بڑا سرکاری آفیسر۔" اس نے خیال ظاہر کیا۔

"ہاں! میں بھی انہی لائنوں پر سوچ رہا ہوں۔" انسپکٹر جمشید نے سر ہلایا۔

"باس کون ہے... کہاں رہتا ہے... کیسے تم لوگوں کو ہدایات دیتا ہے۔"

"اس بارے میں کوئی نہیں جانتا... وہ کون ہے... کہاں رہتا ہے... بات کرنے کے لیے اس نے ٹرانسمیٹر سیٹ دے رکھے ہیں... بالکل ننھے منے... جو دوسروں کو نظر بھی نہیں آتے... مثلاً میرے کان کے پاس بالوں میں وہ سر کی جلد کے ساتھ چپکا ہوا ہے... اس وقت بھی میں باس کی ہدایات سن رہا ہوں۔"

"کیا... نہیں۔" وہ چلائے۔

پھر انہوں نے جھپٹ کر ننھا سا آلہ اس کے سر سے الگ کر لیا اور کان سے لگا کر سننے کی کوشش کی... لیکن اب اس میں سے کوئی آواز سنائی نہ دی...

"کوئی آواز نہیں آ رہی۔"

"مجھ سے غلطی ہوئی... میں نے آپ کو بتا دیا کہ اس وقت بھی باس مجھے ہدایات دے رہا ہے... ان حالات میں تو اسے خاموش ہونا ہی تھا۔"

"خیر کوئی بات نہیں... وہ تمہیں تنخواہ وغیرہ کس طرح دیتا

ہے۔"

"تنخواہیں ہمیں ایس پی صاحب کے ذریعے ملتی ہیں... یعنی گروہ کے سب لوگ تنخواہ ان سے وصول کرتے ہیں... اس لیے کہ ان منشیات کی فروخت سے جو رقم ملتی ہے.. وہ ساری کی ساری... انہی کے پاس جمع کی جاتی ہے... اس رقم میں سے وہ ہمیں تنخواہ دے دیتے ہیں۔"

"گویا یہ بات ایس پی صاحب ہی بتائیں گے کہ باس کا حصہ وہ کس طرح پہنچاتے ہیں۔"

"جی... جی ہاں۔"

"اگر ہم... [illegible] ... [illegible] ایس پی اسد فیروز [illegible] کو گرفتار [illegible] ہیں۔"

"کیا آپ کے خیال میں وہ ہمیں جیل میں مل جائیں گے۔"

"ہاں! بالکل۔"

"جب کہ میرا خیال ہے... وہ فرار ہو چکے ہوں گے۔"

"خیر... دیکھ لیتے ہیں۔"

وہ جیپ میں جیل پہنچے... اندر داخل ہوئے تو اسد فیروزی اپنے دفتر میں بیٹھا مسکرا رہا تھا... انہیں دیکھ کر بولا:

"میں آپ لوگوں کا ہی انتظار کر رہا تھا... آپ میری کوٹھی کی تلاشی لینا چاہتے ہیں... لے لیں... مجھے گرفتار کرنا چاہتے ہیں، کر لیں... منشیات برآمد کرنا چاہتے ہیں، کر لیں... میری کوٹھی میں

منشیات بھری پڑی ہیں ... اس قدر مل جائیں گی ... کہ آپ کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں ... لیکن اگر آپ یہ سب کچھ نہ کریں تو ہر ماہ ایک بڑی رقم آپ کے بنک اکاؤنٹ میں جمع کراتے رہنا میرا کام ہوگا اور کسی کو کانوں کان پتا نہیں چلے گا ... ورنہ زیادہ سے زیادہ کیا ہوگا ... میری گرفتاری ... دوسرے کارکنوں کی گرفتاری اور بس ... اس سے زیادہ آپ کیا کر لیں گے ... جیلیں ہماری ہیں، آپ کی نہیں، جیلوں میں لوگ ہماری وجہ سے خوش و خرم ہیں ... آپ کی وجہ سے نہیں ... لہٰذا پورے ملک کے بڑے لوگ آپ کے خلاف ہو جائیں گے ... آپ کا جینا دوبھر کر دیں گے اور باس تو آپ کے ہاتھ آئے گا بھی نہیں ... باس تو سات پردوں میں چھپا ہوا ہے ... اس کے بارے میں آج تک کسی کو کوئی خیال تک نہیں آیا ... کہ وہ کون ہے ... کون ہو سکتا ہے ... وہ اس شہر میں منشیات کا شہنشاہ کہلاتا ہے ... وہ بڑے بڑوں کی تجوریاں ایک اشارے سے بھروا دیتا ہے ... آپ اس کا مقابلہ کس طرح کریں گے آخر ... کبھی سوچا ہے ...'' یہاں تک کہہ کر وہ خاموش ہو گیا ... آخری الفاظ اس نے ایک جھٹکے سے کہے۔

''کبھی سوچا تو نہیں ... اب ضرور سوچ رہے ہیں۔'' فاروق نے منہ بنایا۔

''پھر کیا بات ذہن میں آتی ہے۔''

''یہ کہ آج تک تو اس پر کسی نے ہاتھ ڈالا نہیں ... کوئی ڈالتا بھی کیسے، وہ تو سات پردوں میں چھپا ہوا ہے ... ہم ڈالیں گے اس

پر ہاتھ۔''

''کک ... کیا مطلب ... یہ آپ کیسے کر سکتے ہیں۔''

''بس ... آپ دیکھ ہی لیں گے ... ہمیں فی الحال تو آپ کی کوٹھی کی تلاشی لینا ہے۔''

''ضرور ... کیوں نہیں۔''

وہ انہیں اسی وقت اپنے ساتھ اپنی کوٹھی پر لے آیا ... یہاں کئی کمرے منشیات سے بھرے پڑے تھے ... وہ دھک سے رہ گئے ... کہ منشیات فروخت بھی ہو رہی ہیں تو کن لوگوں کے ذریعے .. انہیں رنج اور افسوس بھی ہوا .. اور وہ سوچ میں پڑ گئے کہ اب کیا کریں .. آخر انہوں نے آئی جی صاحب اور آئی جی جیل خانہ جات کو فون کیا ... اور بھی بڑے بڑے آفیسرز کو فون کیے ... وہ سب وہاں پہنچ گئے ... منشیات کا اتنا بڑا ذخیرہ دیکھ کر وہ سکتے میں آگئے اور حالات سن کر تو ان کی حالت خراب ہو گئی، پھر ان کی نظریں ایس پی صاحب کی طرف اٹھ گئیں:

''پہلے تو آپ بتائیں ... یہ سب کیا ہے ... آپ اتنے بڑے پولیس آفیسر ہیں اور کام آپ کیا کر رہے ہیں۔''

''میں اس معاملے میں سو فیصد بے گناہ ہوں اور میرا اس میں کوئی عمل دخل یا حصہ نہیں ہے ... ہاں اتنا میرا جرم ضرور ہے کہ میں نے خاموشی اختیار کیے رکھی۔'' ایس پی بولے۔

''کیا مطلب ... یہ کیا بات کہی آپ نے، کوئی آپ کی بات پر

یقین کرے گا بھلا... ان سب چیزوں کی موجودگی میں۔"

"کوئی کرے نہ کرے... بات ہے یہی... جب میں اس
جیل میں بھیجا گیا تو سابقہ ایس پی مجھے یہاں اس کوٹھی میں لے آیا...
اس وقت بھی کمرے اسی طرح بھرے پڑے تھے۔"

"کیا... کیا مطلب؟" وہ بری طرح اچھلے۔

"ہاں جناب... انہوں نے مجھے بتایا کہ اس کام سے ہمارا کوئی
تعلق نہیں... نہ لینے میں نہ دینے میں... ہمیں صرف خاموش رہنے
کا حکم ہے... اور یہ حکم بڑے بڑے لوگوں کا ہے... جو بڑے بڑے
عہدوں پر ہیں... ان عہدوں میں وزیروں کے علاوہ بھی شامل ہیں...
اگر آپ نے اس بارے میں ایک لفظ بھی منہ سے نکالا تو وہ آپ کو
اٹھا کر ایسی جگہ پھینک دیں گے جہاں کبھی آپ کا نام کوئی نہیں جان
سکے گا... باقی دنیا تو کیا خاک جان سکے گی آپ کے بارے میں... اور
جب میں یہاں آیا تھا تو مجھ سے بھی یہ الفاظ کہے گئے تھے... لہٰذا میں
نے خاموشی اختیار کرلی... تاہم میں نے کہا تھا کہ میں اس کاروبار میں
سے اپنا کوئی حصہ نہیں لوں گا... اس سلسلے میں کوئی کام نہیں کروں
گا... میری یہ بات منظور کرلی گئی تھی... کسی نے کوئی اعتراض نہیں
کیا تھا، اس طرح میں نے یہاں تین سال گزارے، آپ مجھے عدالت
میں پیش کردیں... کچھ کریں... بات ہے یہی جو میں نے بتادی ہے...
آپ سابقہ ایس پی صاحب سے اس بات کی تصدیق بھی کرسکتے ہیں۔"

"اوہ ہاں! وہ کون تھے... جو آپ سے پہلے یہاں تھے۔"

"وہ ریٹائر ہوچکے ہیں... یہاں سے انہیں کالا گڑھ کی جیل
میں بھیجا گیا تھا... وہاں سے وہ ریٹائر ہوگئے تھے... آج کل اپنے گھر
میں رہتے ہوں گے۔"

"خیر... ان کا نام؟"

"وزیر خان آبادی۔"

"اکرام! فوری طور پر پتا کرو... وزیر خان آبادی آج کل
کہاں رہ رہے ہیں۔"

"جی اچھا... لیکن سر... کاغذات میں تو پرانا پتا ہی درج
ہوگا۔"

"اچھی بات ہے سر۔"

اکرام تو چلا گیا... اب انسپکٹر جمشید آئی جی صاحب اور
دوسرے بڑے آفیسرز کی طرف مڑے

"اب اس سلسلے میں آپ کا کیا حکم ہے... اگر یہ کام واقعی
کسی بڑے کا ہے اور اس بہت بڑے کے ساتھ کچھ اور بڑے شامل ہیں
تو ہمارے راستے میں مشکلات اور رکاوٹیں آئیں گی... میں ان مشکلات
اور رکاوٹوں کی پروا نہیں کرتا، لیکن میرے راستے میں حکومت نہ
آئے۔"

"جیلیں انسان کی اصلاح کے لیے بنائی گئی ہیں جمشید... اس
لیے نہیں کہ جیل میں آنے والوں کو نشے کا عادی بنا کر بالکل ناکارہ بنا

دیا جائے اور وہ جیلوں سے رہا ہو کر واپس لوٹیں... تو معاشرے میں
کسی کام کے نہ رہ جائیں... نہیں جمشید... جیلوں کا یہ مقصد نہیں
اگر ہمارے ملک کی جیلیں سزا یافتہ لوگوں کو اور بگاڑ رہی ہیں تو پھر ان
جیلوں کا کوئی فائدہ نہیں... اس سے بہتر ہے... قیدی یہاں نہ لائے
جائیں... جرمانہ کیا جائے اور چھوڑ دیا جائے... پھر پکڑے جائیں اور
بڑا جرمانہ کر دیا جائے... لیکن نہیں... یہ بھی مسئلے کا حل نہیں ہے...
مسئلے کا حل قیدیوں کی اصلاح ہی ہے اور یہ اصلاح اسی وقت ہو سکتی ہے
، جب ہم ایسے لوگوں سے جیلوں کو پاک کر دیں... لہٰذا جمشید... تم
کام شروع کرو... میں صدر صاحب سے بات کرتا ہوں... کیونکہ

ہو جائے گا... اور وہ مجھے فون کریں گے... میں تمہیں فون کروں گا..
تم مانو گے نہیں... لہٰذا کیوں نہ پہلے ہی ان سے بات کر لی جائے۔"

"اسی لیے تو میں نے بھی پہلے ہی آپ کے سامنے یہ مسئلہ
رکھ دیا ہے۔" وہ مسکرائے۔

عین اسی لمحے فون کی گھنٹی بجی... انہوں نے ریسیور اٹھایا تو
صدر صاحب مارے غصے سے کہہ رہے تھے:

"یہ تم کیا کرتے پھر رہے ہو جمشید... فوراً میرے پاس
پہنچو۔"

☆...☆...☆

اجازت نہیں ہے

انہوں نے فون میں صرف اتنا کہا:

"لیس سر۔"

اور فون بند کر دیا

"کس کا فون تھا جمشید۔"

"صدر صاحب کا۔" وہ بولے۔

"کیا مطلب؟"

"ان تک ہمارے مہربانوں نے بات پہنچا بھی دی ہے۔"

"اوہ... اس کا مطلب ہے... وہ بہت تیز ہیں اور کوئی انہیں
پل پل کی خبریں پہنچا رہا ہے اور وہ یہاں جیل میں یا اس کوٹھی میں ہی
ہو سکتا ہے.. لیکن ہم اس کی تلاش میں وقت ضائع نہیں کریں گے..
اس لیے کہ وہ ایسے کسی وزیر کا نام لے دے گا... جب کہ اس سارے
ڈرامے کا مجرم کسی وزیر کے سامنے بھی نہیں آیا ہو گا... وہ خفیہ رہ کر
کام کر رہا ہے... ہمیں اسے تلاش کرنا ہو گا... اصل آدمی گرفتار
ہو جائے... تو پھر یہ نیچے والے کیا کر سکیں گے بھلا۔"

"تو کیا اب ہمیں صدر صاحب کے پاس جانا ہو گا۔" آئی جی

بولے۔

"اگر آپ میرے ساتھ چلنا پسند کریں تو ٹھیک... ورنہ میں چلا جاتا ہوں۔"

"نہیں جمشید... میں ساتھ چلوں گا۔"

"آیئے پھر۔"

وہ اسی وقت صدر صاحب کے پاس پہنچ گئے... ان کے چہرے پر ناراضی ہی ناراضی تھی۔ آئی جی صاحب کو ساتھ دیکھ کر وہ چونکے۔

"آپ جمشید کے ساتھ کیوں نظر آرہے ہیں شیخ صاحب۔" وہ جھلا کر بولے۔

"آپ نے جس سلسلے میں انہیں یہاں بلایا ہے... یہ مجھے اس سلسلے میں آپ سے پہلے بلا چکے ہیں... لہٰذا میں نے سوچا... میں بھی ان کے ساتھ یہاں آجاؤں۔"

"آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ میں نے انہیں کس سلسلے میں بلایا ہے۔"

"اندازہ... سر۔" وہ بولے۔

"خیر... پہلے بتائیں... انہیں میں نے کس سلسلے میں بلایا ہے۔"

"جیل کے سلسلے میں۔"

"اوہ... اوہ... بالکل ٹھیک... آپ لوگوں نے ایس پی جیل

اسد فیروزی کر گرفتار کیا ہے... اس الزام میں کہ وہ جیل میں منشیات کا کاروبار کرتے ہیں۔"

"جی نہیں... میں نے انہیں اس الزام میں گرفتار نہیں کیا... بلکہ اس سارے چکر کا انہیں پتا تھا... لیکن انہوں نے خاموشی اختیار کیے رکھی۔"

"خیر... تم پہلا کام یہ کرو کہ انہیں رہا کردو... اور دوسرا کام یہ کرو کہ جیل کے معاملات سے خود کو الگ کرلو۔"

"یہ... یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں سر۔" آئی جی صاحب بول اٹھے۔

"میں نے جو کہا ہے... اس بارے میں کچھ سننا پسند نہیں کروں گا... آپ لوگ بس جائیں اور جو کہا ہے... وہ کریں۔"

وہ ٹکر ٹکر انہیں دیکھنے لگے... آخر انسپکٹر جمشید نے پرسکون آواز میں کہا:

"اس کی صرف ایک صورت ہے سر۔"

"اور وہ کیا... لیکن نہیں... تم نے میرا حکم نہیں مانا۔"

"اسی سلسلے میں عرض کررہا ہوں سر۔"

"خیر کہو۔"

"آپ ہمیں معطل کردیں سر۔"

"تو کردیا... جائیں اب۔"

وہ دھک سے رہ گئے... پھر خاموشی سے اٹھے اور باہر کی

طرف چلے.. دروازے پر رک کر انسپکٹر جمشید صدر کی طرف مڑے:

"ایک بات کہنے کی اجازت چاہوں گا سر۔"

"اجازت نہیں ہے۔"

"میں اب ملازم نہیں ہوں سر... معطل شدہ ملازم ہوں... اس حیثیت سے تو کچھ کہہ نہیں سکتا... لیکن ایک شہری ہونے کے ناطے کہنا چاہتا ہوں... اگر آپ یہاں نہیں سننا پسند کرتے تو پھر میں اخبارات کے ذریعے اپنی بات آپ تک پہنچاؤں گا۔"

"کیا تم مجھے دھمکی دے رہے ہو جمشید۔"

"نہیں سر... ایک اطلاع۔"

"تم اپنی بات مجھے اخبارات کے ذریعے پہنچا دو پھر۔"

"جیسے آپ کا حکم۔"

"یہ میرا حکم نہیں... میرا حکم وہی ہے... تم خود کو اس معاملے سے الگ کر لو۔"

"ایک ملازم کی حیثیت سے میں الگ کر چکا ہوں سر... بلکہ آپ الگ کر چکے... ایک شہری ہونے کے ناطے نہیں کر سکتا سر۔"

"کیا مطلب؟"

"کیا آپ مجھ سے ایک شہری ہونے کا حق بھی چھین لینا چاہتے ہیں سر؟"

صدر صاحب دھک سے رہ گئے... وہ ٹکر ٹکر کئی لمحے تک انسپکٹر جمشید کو گھورتے رہے... پھر انہوں نے سرسراتی آواز میں کہا:

تم جا سکتے ہو جمشید.. اور شیخ صاحب آپ بھی... آپ دونوں بہر حال معطل ہیں۔"

"شکریہ سر۔"

دونوں باہر نکل آئے... اپنی گاڑی میں بیٹھتے ہوئے شیخ صاحب نے کہا:

"اس کا مطلب ہے... اسد فیروزی نے جو کہا ہے... بالکل درست ہے۔"

"ہاں سر! لیکن ہم اسد فیروزی کی زندگی نہیں جی سکتے... صرف شہری ہونے کے ناطے بھی اپنا شہری ہونے کا حق ادا کریں گے سر۔"

"لیکن جمشید.. اب تم کچھ نہیں کر سکو گے.. کچھ بھی نہیں.. میں نے صدر صاحب کا موڈ دیکھا ہے... وہ جو کوئی بھی ہے... وہ بری طرح چھپا ہوا ہے... پتا نہیں کیسے؟"

"میں پہلے تو پریس کانفرنس بلاؤں گا... بتاؤں گا... ہماری جیلوں میں کیا ہو رہا ہے... اور ایسے لوگوں کے خلاف کوئی کارروائی کیوں نہیں ہو رہی..."

"تم یہ بھی نہیں کر سکو گے جمشید۔" وہ مسکرائے۔

"آخر میں کیوں نہیں کر سکوں گا سر۔"

"تجربہ کر لو..." وہ بولے۔

"جی بہتر، آپ مجھے میرے گھر کے نزدیک اتار دیں سر۔"

"نہیں جمشید... اب میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گا... دیکھنا چاہتا ہوں... تم کیا کرتے ہو۔" انہوں نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"جی بہت بہتر۔"

پھر وہ گھر آ گئے... انہوں نے ایک اخبار کے ایڈیٹر کو فون کیا... ان کا نام سنتے ہی ایڈیٹر نے کہا:

"سوری سر... ہمیں صدر صاحب کی طرف سے حکم ملا ہے کہ آپ کی کوئی بات نہ سنی جائے... نہ کوئی بات شائع کی جائے... ورنہ اخبار بند کر دیا جائے گا۔"

"اوہ... نن نہیں۔"

"جی ہاں... ہم اپنا اخبار بند نہیں کرا سکتے۔"

"اچھی بات ہے۔"

انہوں نے آئی جی صاحب کی طرف دیکھا:

"کوئی فائدہ نہیں جمشید... تمام ایڈیٹروں کو یہ حکم مل چکا ہے۔"

"ہوں... خیر... کوئی بات نہیں۔"

"اب تم کیا کرو گے جمشید۔"

"کل صبح سے پہلے نہیں بتا سکتا سر۔"

"مجھ سے بھی چھپاؤ گے.. جو تمہارے ساتھ معطل ہوا ہے۔"

"آپ سے چھپانے کا مطلب یہ نہیں کہ مجھے آپ کی نیت پر

شک ہے... بلکہ احتیاط کے طور پر چھپاؤں گا... صدر صاحب اب یہ جاننے کی کوشش کریں گے کہ میں کیا کرتا ہوں اور جو مجھے کرنا ہے.. میں اس کی ہوا بھی نہیں لگنے دینا چاہتا۔"

"اچھا جمشید... مجھے تم سے کوئی شکایت نہیں... کیا اب میں چلوں۔"

"ہاں سر... آپ اب چلے ہی جائیں تو بہتر رہے گا۔"

"اچھی بات ہے..." انہوں نے کہا اور چلے گئے۔

اب انہوں نے اپنی خفیہ فورس کے انچارج کو فون کیا... اس کا نام احمد تھا... لیکن وہ نمبر ایک کہلاتا تھا... خفیہ الفاظ میں ہدایات دے کر انہوں نے فون بند کر دیا... اسی وقت دروازے کی گھنٹی بجی... انداز اکرام کا تھا... وہ مسکرا دیے۔

"اکرام کو اندر لے آؤ... محمود۔"

محمود گیا اور اسے اندر لے آیا... اس کا چہرہ تنا ہوا تھا...

"میں بھی استعفیٰ دے آیا ہوں۔"

"اس کی ضرورت نہیں تھی اکرام۔"

"آپ کے بغیر میں ملازمت میں نہیں رہ سکتا سر۔"

"خیر... دیکھا جائے گا... وزیر خان کا پتا چلا۔"

"وہ اپنی زندگی اپنے آبائی گاؤں میں گزار رہے ہیں۔"

"آؤ پھر ابھی وہاں چلتے ہیں۔"

وہ اسی وقت اس گاؤں پہنچے... وزیر خان آبادی کا گھر جلد مل

گیا۔ انہوں نے حیران ہو کر ان کا استقبال کیا:

"آپ لوگ... میرے پاس آئے... حیرت ہے... اس عمر میں کون کسی کو پوچھتا ہے۔"

"آپ ٹھیک کہتے ہیں... آپ جیل کے سپرنٹنڈنٹ تھے... جب آپ ریٹائر ہوئے تو چارج کسے سونپ کر آئے تھے۔"

"اسد فیروزی صاحب کو۔"

"شکریہ... اس وقت آپ کی سرکاری کوٹھی جو جیل کے ساتھ ہی ہے... کیا منشیات سے بھری پڑی تھی۔"

"ہاں بالکل... لیکن اس ذخیرے سے میں نے کبھی کوئی تعلق نہیں رکھا... میں اس کاروبار سے دور ہی رہا... نہ میں نے کبھی حصہ لیا..."

"لیکن آپ نے اپنا اصل فرض پورا نہیں کیا۔"

"کیا مطلب؟"

"آپ نے افسران بالا کو کیوں خبر نہیں کی۔"

"خبر کی تھی... جب مجھے اس جیل میں بھیجا گیا تھا... اس وقت میں نیا نیا ایس پی بنا تھا... پرانے جیلر نے مجھے کوٹھی کا چارج دیا تو بتا دیا تھا کہ کوٹھی میں منشیات کا ذخیرہ موجود ہے... کوئی پراسرار اور بااثر آدمی یہ کاروبار کرتا ہے... اس کے آدمی خود بخود یہ کام کرتے رہتے ہیں.. آپ ان سے اپنا حصہ لینا چاہیں تو وہ خوشی سے دیں گے، لیکن اگر آپ نے ان کے راستے میں رکاوٹ بننے کی کوشش کی تو وہ

آپ کو راستے سے ہٹا دیں گے... یہ سن کر میں دھک سے رہ گیا تھا.. پھر میں نے افسران بالا کو یہ بات بتا دی تھی... لیکن ان کی طرف سے حکم ملا تھا کہ میں خود کو ان معاملات سے الگ رکھ کر بھی جیل کی ملازمت کر سکتا ہوں... جب میں نے دیکھا کہ افسران بالا میرا اس معاملے میں ساتھ نہیں دینا چاہتے... تو میں نے ہتھیار ڈال دیے تھے... اور میں کر بھی کیا سکتا تھا..." یہاں تک کہہ کر وزیر خان خاموش ہو گئے۔

"آپ نے چارج کس سے لیا تھا۔"

"اعظم نواز سے۔"

"کیا آپ جانتے ہیں... ان سے کہاں ملاقات ہو سکتی ہے۔"

"وہ فوت ہو چکے ہیں۔"

"اوہ... ان کا گھر کہاں تھا۔"

"شہر کے پرانے علاقے آرام باغ میں... ان کی ایک پرانی حویلی تھی... وہ آج بھی ہو گی۔"

"شکریہ... ہم اس کو تلاش کر لیں گے۔"

وہ وہاں سے آرام باغ آئے... حویلی تلاش کرنے میں انہیں کوئی دقت نہ ہوئی... کیونکہ وہ آرام باغ کی مشہور چیز تھی... ان کا خیال تھا کہ حویلی اب کھنڈر میں تبدیل ہو چکی ہو گی اور بے آباد پڑی ہو گی... لیکن وہ یہ دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئے... کہ حویلی بالکل نئی نظر

آ رہی تھی اور اسے شاہانہ انداز میں بالکل نیا کر دیا گیا تھا... اب وہ پرانے زمانے کی یادگار کی بجائے... نئے زمانے کی چیز نظر آ رہی تھی.. انہیں یہ دیکھ کر حیرت سی ہوئی...

"نہ جانے کیا بات ہے... میرا دل دھک دھک کر رہا ہے.. ایسا لگتا ہے... میں بچپن میں اپنے کسی دوست کے ساتھ... شاید سکول کے زمانے کے کسی دوست کے ساتھ یہاں آ چکا ہوں۔"

"او ہو اچھا... کمال ہے۔" فرزانہ حیران رہ گئی۔

"اور لمحہ بہ لمحہ میرے دل کی دھڑکن تیز ہو رہی ہے... جلدی سے دستک دو محمود۔"

"جی اچھا۔"

محمود نے آگے بڑھ کر گھنٹی کا بٹن دبا دیا... جلد ہی دروازہ کھلا.. اور ایک ملازم باہر نکلا۔

"جی فرمایئے۔"

"ہمیں صاحب سے ملنا ہے۔"

"آپ کے نام۔"

"ان سے کہہ دیں... ان کے دوست آئے ہیں... بچپن کے دوست۔"

"اوہ اچھا.. آیئے میں آپ کو ڈرائنگ روم میں بٹھا دوں۔"

انہیں جدید طرز کے سجے سجائے ڈرائنگ روم میں بٹھا کر ملازم چلا گیا۔ پیسہ پانی کی طرح بہایا گیا تھا... یوں لگتا تھا جیسے حویلی

کے مالک کے پاس بے اندازہ دولت ہے۔

پھر قدموں کی آواز سنائی دی... اندر داخل ہونے والے کو دیکھ کر وہ بہت زور سے اچھلے... ادھر وہ اچھلا... اس قدر اونچا... کہ شاید زندگی میں کبھی نہیں اچھلا ہوگا۔

☆...☆...☆

کون

چند لمحے تک سکتے کے عالم میں وہ اسے اور وہ انہیں دیکھتے رہے... آخر انسپکٹر جمشید کی آواز سنائی دی:

"میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا خادم بلگرامی... کہ آپ سے یہاں ملاقات ہو گی... بچپن میں آپ اپنے والد کے ساتھ یہاں رہتے تھے... میں ایک آدھ مرتبہ آپ کے ساتھ یہاں آیا تھا... پھر آپ کے والد یہاں سے اپنی نئی کوٹھی میں چلے گئے تھے..."

"ہاں! یہی بات ہے۔"

"لیکن آپ پھر یہاں کیوں نظر آ رہے ہیں۔"

"میں نے پھر سے اس حویلی کو رہائش کے قابل بنایا ہے... اب یہ بہت سی بڑی اور شاندار ترین کوٹھیوں سے بہتر ہے..."

"ہوں... لیکن اس سے زیادہ حیرت ہمیں یہ جان کر ہوئی کہ آپ کے والد اعظم نواز ایس پی جیل تھے اور اسی عہدے سے وہ ریٹائر ہوئے تھے۔"

"ہاں! یہی بات ہے۔"

"لیکن آپ نے مجھے کبھی بتایا ہی نہیں۔"

"ہماری ملاقاتیں ہی بہت کم ہوئیں۔"

"اور اتفاق سے آپ جب بھی آئے کسی کی سفارش کے لیے ہی آئے۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"اوہ ہاں۔" وہ چونکے۔

"ہمیں بہت افسوس ہے خادم بلگرامی۔"

"افسوس... کس بات پر۔" اس نے حیران ہو کر کہا۔

"آپ کو کب لنگڑا کی سفارش لے کر میرے پاس آئے تھے۔"

"ہاں، تو پھر..."

"اسے جیل کے دروازے پر قتل کر دیا گیا... اور قتل بھی کس نے کیا... ہوٹل صنوبر کے کاؤنٹر کلرک خاقان شاہ نے۔"

"اچھا! یہ جان کر حیرت ہوئی... آپ یہ باتیں مجھے کیوں بتا رہے ہیں۔"

"آپ کو نہیں بتاؤں گا تو اور کسے بتاؤں گا، آپ کے والد نے چارج دیا تھا وزیر خان آبادی کو... اس وقت بھی ایس پی جیل کی کوٹھی منشیات سے بھری پڑی تھی... اور جب وزیر خان آبادی نے چارج دیا موجودہ ایس پی اسد فیروزی کو... تب بھی کوٹھی منشیات سے لبریز تھی... گویا اسی وقت سے یہ سلسلہ چلا آ رہا ہے... لیکن آپ ایس پی نہ بن سکے... آپ کو ایس پی بننے کی ضرورت بھی نہیں تھی... آپ کے والد نے اس کاروبار کو اس قدر پھیلا لیا تھا... اس کی جڑیں اس قدر

مضبوط کرلی تھیں کہ ایس پی بنے بغیر بھی اس کا بیٹا... یعنی آپ اس
کاروبار کو بخوبی چلا سکتے تھے بلکہ بڑے بڑوں کو انگلیوں پر نچا سکتے تھے
۔"

"یہ... یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں میرے دوست۔"
"میں آپ کا دوست نہیں... محمن کا کلاس فیلو ضرور ہوں..
اس تعلق کے ناطے آپ جب بھی آئے... میں نے بچوں سے یہی کہا،
میرے محمن کے دوست ہیں... لیکن اب میں کہتا ہوں... میں آپ کا
دوست نہیں... انسپکٹر جمشید کسی جرائم پیشہ کا دوست نہیں ہو سکتا...
وہ تو جرائم پیشہ لوگوں سے نفرت کرتا ہے... صرف اور صرف
نفرت... شدید نفرت... لہٰذا میں آپ کو گرفتار کرتا ہوں۔"
"واہ... خوب... کیا تقریر کی... کیا آج آپ مذاق کے موڈ
میں ہیں۔"

"کیا میرے چہرے پر مذاق کے کوئی آثار ہیں۔" انسپکٹر
جمشید نے سرد اور خشک لہجے میں کہا۔
وہ ان کی طرف دیکھ کر رہ گیا... منہ سے کچھ نہ بولا۔
"اور اب میں آپ کی کوٹھی کی تلاشی لینا چاہتا ہوں۔"
"آج آپ کو ہو کیا گیا ہے... میں خادم بلگرامی ہوں...
آپ کا محمن کا دوست۔"
"ہاں! میں جانتا ہوں، لیکن کوئی جرائم پیشہ میرا دوست
نہیں ہو سکتا.. اور آپ اس شہر کے منشیات کے شہنشاہ ہیں... پورے

ملک کے بڑے بڑے لوگوں کو آپ نے اپنے قبضے میں کر رکھا ہے...
یہی وجہ ہے کہ صدر صاحب جیسے بھی آپ کے سفارشی ہیں... میرا
مطلب ہے.. جب کبھی آپ پر کوئی مشکل وقت کی صورت آتا ہے،
آپ اپنے ان بڑے لوگوں کے ذریعے صدر صاحب پر دباؤ ڈلوا دیتے
ہیں... اور آپ کے خلاف کارروائی رک جاتی ہے..."
"اب بھی رک جائے گی۔"
"یہی تو تمہاری بھول ہے۔"
"بھول نہیں... بھول آپ کی ہے... میرے ان بڑے بڑے
لوگوں میں سے کئی ایک مجھے یہ خوش خبری سنا چکے ہیں کہ آپ اب
محکمے میں ملازم نہیں ہیں... لہٰذا آپ میری کوٹھی کی تلاشی کس
قانون کے تحت لیں گے... پہلے تو ذرا یہ بتائیں۔"
ان سب کے چہروں پر ایک رنگ آکر گزر گیا، پھر انسپکٹر
جمشید نے مسکرا کر کہا۔
"بس... آپ نے جو تیر چلانا تھا... چلا لیا۔"
"ہاں! چلا لیا۔"
"سو میں اپنا وار کرنے لگا ہوں... ہم اس وقت حویلی کے
اندر ہیں... اور آپ میرے پستول کی زد پر... باقی لوگ بھی میرے
بچوں کے پستولوں کی زد پر آنے والے ہیں... یعنی گھر کے دوسرے
افراد... اور ہم یہاں کی تلاشی اپنے قانون کے تحت لیں گے۔"
"گویا ملک کا قانون توڑیں گے۔"

”نہیں... قانون توڑنے والوں کو توڑوں گا۔“

اس وقت تک محمود، فاروق اور فرزانہ اشارہ پاکر ڈرائنگ روم سے نکل چکے تھے... اور اپنے کام میں مصروف ہو گئے تھے... ڈرائنگ روم میں خادم بلگرامی پر پستول تانے انسپکٹر جمشید پر سکون انداز میں بیٹھے تھے... پھر وہ تینوں اندر داخل ہوئے... ان کے ساتھ گھر کے باقی افراد بھی تھے۔ ان میں خادم بلگرامی کی بیوی... بھائی اور بچے شامل تھے... ان سب کے چہروں پر خوف تھا...

”کیا یہ سب لوگ بھی آپ کے کاروبار میں برابر کے شریک ہیں۔“

”ہاں! یہ ہمارا خاندانی کاروبار ہے... کوئی ہم سے نہیں چھین سکتا۔“ اس نے غرا کر کہا۔

”اچھی بات ہے... تم اپنے کارکنوں سے بات چیت کس طرح کرتے ہو۔“

”اس حویلی میں کنٹرول روم موجود ہے... کیوں؟“

”میں اس کنٹرول روم کے ذریعے کچھ کام لینا چاہتا ہے...“

یہ کہہ کر انہوں نے آگے بڑھ کر اس کا بازو کلائی پر سے پکڑ لیا اور اس کو مڑورنا چاہا... لیکن اچھل کر دور جا گرے... انہیں بہت حیرت ہوئی۔

”میں موم کا نہیں بنا ہوا انسپکٹر جمشید... دانتوں پسینہ آجائے گا... پھر بھی میرا مقابلہ نہیں کر پاؤ گے... تم شاید بھول گئے..

میں سکول کے زمانے میں تمام کھیلوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا تھا... اس وقت میں نے لڑائی بھڑائی کی تربیت بھی حاصل کی تھی۔“

”کوئی بات نہیں... میں یہ بات بھی بھول گیا تھا۔“

یہ کہہ کر وہ پھر اس کی طرف بڑھے... وہ بھی لڑنے کے انداز میں آگے کو جھک گیا... پھر جونہی انہوں نے اس پر چھلانگ لگائی... وہ صاف جھکائی دے گیا... اور انسپکٹر جمشید دیوار سے جا ٹکرائے... تاہم انہوں نے ہاتھ آگے کر دیے تھے... اس طرح چوٹ کھانے سے بچ گئے... اسی وقت اس نے ان پر چھلانگ لگائی... یہ چھلانگ طوفانی انداز کی تھی... انسپکٹر جمشید کے سینے پر اس کی دونوں ٹانگیں لگیں... اور وہ اچھل کر گرے...

”[illegible]“ خادم بلگرامی کا بیٹا بولا۔

”دیکھتے جاؤ بیٹا... میں کیسے ان کی چٹنی بناتا ہوں۔“

یہ کہہ کر وہ ان کی طرف بڑھا... انسپکٹر جمشید ساکت پڑے تھے، ان کے بدن میں کوئی حرکت نہیں تھی... پھر جونہی وہ انہیں اٹھانے کے لیے جھکا... محمود نے اس کی کمر پر چھلانگ لگائی... وہ اس کی کمر سے ٹکرایا اور دھڑام سے گرا... جب کہ خادم بلگرامی کو صرف ایک جھٹکا لگا تھا۔

اب تو ان کے ہوش اڑ گئے...

”سنبھل کر... یہ اناڑی نہیں ہے۔“ فرزانہ جھلا کر کہا۔

"سنبھل کر آؤ گے... تب بھی منہ کی کھاؤ گے۔"

فاروق اور فرزانہ نے جیسے اس کی بات سنی ہی نہیں
دائیں اور بائیں سے ایک ساتھ اس پر حملہ آور ہوئے... وہ فوراً
درمیان سے نکل گیا... دونوں آپس میں پوری قوت سے ٹکرائے اور
ادھر ادھر الٹ کر گرے... اب وہ چاروں بالکل ساکت پڑے تھے..
اور خادم بلگرامی مسکرا مسکرا کر ان کی طرف دیکھ رہا تھا... ایسے میں
اس نے کہا:

"تو یہ ہیں وہ... جن کو اپنی طاقت پر بہت ناز ہے... مجھ
اکیلے کا مقابلہ نہ کر سکے... ریت کی دیواریں ثابت ہوئے... دھت
تیرے کی۔"

یہ کہتے ہوئے وہ ہنسا... اس کے گھر کے افراد بھی ہنسنے لگے،
ایسے میں اس کی بیوی کی آواز ابھری:

"ہمیں ہنسنے میں وقت نہیں ضائع کرنا چاہیے... ان لوگوں
کو ٹھکانے لگا کر ان کی لاشیں غائب کر دینا چاہئیں۔"

"بالکل ٹھیک... میں بھی یہی کہنے والا تھا۔" خادم بلگرامی
نے فوراً کہا۔

پھر اس نے جیب سے پستول نکالا اور اسے ہوا میں لہراتے
ہوئے بولا:

"ان میں سے ہر ایک کے سر میں ایک ایک گولی اتار دیتا
ہوں... چپ چاپ دوسری دنیا کے سفر پر روانہ ہو جائیں گے۔"

"بالکل ٹھیک۔" وہ سب بولے۔

پھر وہاں فائر کی آواز گونجی... اور ایک چیخ ابھری، ساتھ ہی
ایک آواز گونجی۔

"خبردار! کوئی حرکت نہ کرے۔"

وہ بری طرح اچھلے.. چند فوجی آفیسرز اندر کھڑے نظر
آئے... ان کے ہاتھوں میں پستول تھے... خادم بلگرامی کے ہاتھ سے
پستول نکل چکا تھا اور ہاتھ سے خون بہہ رہا تھا... باقی لوگوں کے ہاتھ
بھی اوپر اٹھ چکے تھے...

"یہ... یہ... یہ کیا؟" خادم بلگرامی کے منہ سے نکلا۔

"یہ وہی... جس کا انتظار تھا۔" انسپکٹر جمشید اٹھتے ہوئے

"ہائیں... یہ کیا... آپ... آپ بے ہوش نہیں ہیں۔"

"نہیں... ذرا یونہی... تمہارا دل خوش کرنے کے لیے
گر گئے تھے ہم..."

"نن نہیں۔"

"اور یہ بھی سن لو... یہ فوجی صدر صاحب نے بھیجے ہیں۔"

"غلط... بالکل غلط۔"

"اب غلط غلط کہنے سے کچھ نہیں ہوگا... جیل میں منشیات کا
کاروبار وہ بھی بہت وسیع پیمانے پر صدر صاحب کے علم میں آ چکا تھا
لیکن سرغنہ کا کوئی سراغ نہیں لگ رہا تھا... بس انہوں نے یہ کیس

میرے سپرد کیا... میں نے اکرام کی ڈیوٹی جیلوں میں بار بار جانے والوں پر لگائی.. اس طرح ہم نے کوب لنگڑے کی نگرانی شروع کی.. اب آپ کہیں گے... غلط... یہ نہیں ہو سکتا... صدر نے تو ہمیں معطل کر دیا تھا... جی نہیں... وہ تو ایک ڈراما تھا... تاکہ تمہارے بڑے بڑے باقی ساتھی خوش اور بے فکر ہو جائیں... اور میں تم پر آسانی سے ہاتھ ڈال سکوں... اب ان بڑوں کو خبر تک نہیں کہ تم کس جال میں پھنس گئے ہو... نہ اب تم انہیں دباؤ ڈالنے کے لیے صدر صاحب کے پاس بھیج سکو گے... مطلب یہ کہ تم پوری طرح بے بس ہو چکے ہو۔"

"نن نہیں... نہیں۔" وہ چلا اٹھا۔

"اب کرتے رہو تمام زندگی نہیں نہیں... اول تو عدالت تمہیں ویسے ہی پھانسی کی سزا سنائے گی... اس سے کم کیا سزا ہو سکتی ہے... ان جرائم کی۔"

"تت تو کیا آپ کو پہلے ہی معلوم تھا... سرغنہ کون ہے؟"

"نہیں... ابھی یہیں آنے پر معلوم ہوا..."

"اس کا مطلب ہے... یہ چھپے رستم مارے گئے ہمیشہ کے لیے... جب کہ یہ اب سے چند منٹ پہلے تک خود کو محفوظ ترین انسان سمجھتے رہے ہیں۔"

"ہاں! اور طاقت ور ترین بھی... لیکن ایسے لوگ عرش سے اسی طرح فرش پر آگرتے ہیں... فرش پر گرنے سے پہلے انہیں کبھی

خیال تک نہیں آتا کہ ہم عرش سے فرش پر گر بھی سکتے ہیں... وہ یہی خیال کرتے رہتے ہیں... وہ کبھی نہیں گریں گے... وہ تو گرنے کے لیے پیدا ہی نہیں ہوئے... لیکن ایک دن ان کی یہ خام خیالی ہوا ہو جاتی ہے... اور وہ ایسے چاروں شانے چت گرتے ہیں کہ پھر اٹھنے کے قابل بھی نہیں رہ جاتے... اب پوچھ لو... اس سے یہ اٹھنے کی ہمت محسوس کر رہا ہے یا نہیں۔" یہاں تک کہہ وہ خاموش ہو گئے۔

ان کی نظریں مجرم پر جم گئیں... لیکن اس کے پاس اب کہنے کے لیے رہ ہی کیا گیا تھا... وہ تو اس طرح خاموش ہو چکا تھا جیسے اب تمام زندگی کچھ بھی نہیں بول پائے گا... ایسے میں فاروق بولے بغیر نہیں رہ سکا:

"اسے کہتے ہیں چپڑی اور دو دو۔"

"حد ہو گئی... یہاں چپڑی اور دو دو کہاں سے ٹپک پڑیں۔" محمود جل گیا۔

"بھئی کہیں سے بھی ٹپک پڑیں... تمہیں آم کھانے سے غرض ہے یا پیڑ گننے سے۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"لیجیے... چپڑی اور دو دو سے آم اور پیڑوں پر جا پہنچے۔" فرزانہ تلملا کر بولی۔

اور ان کے چہروں پر مسکراہٹیں بکھر گئیں۔

★ ★ ★

آئندہ ناول کی ایک جھلک

گلے کی ہڈی

مصنف......... اشتیاق احمد

محمود، فاروق، فرزانہ

اور

انسپکٹر جمشید سیریز

ناول نمبر 689

- انہیں ایک پر اسرار پیغام ملا...
- اس پیغام کو پڑھ کر وہ اٹھے ہی تھے کہ...
- تین طرف سے حملہ...
- ان پر یہ حملہ کس قدر اچانک اور خوفناک تھا... آپ حیران رہ جائیں گے۔
- ان کی موجودگی میں ایک چھت سے ان کے دو قیدیوں پر فائر...
- وہ جب چھت پر پہنچے... قاتل غائب تھا...
- لیکن وہاں... ایک بہت ہی چھوٹی سی... معمولی سی چیز پڑی تھی...
- انسپکٹر جمشید اس معمولی سی چیز کے ذریعے قاتل تک کیسے پہنچے۔
- سسپنس سے لبریز ایک ناول۔
- ہر لمحے آپ کے دل کی دھڑکنیں تیز...

انداز بک ڈپو

9/12 نصیر آباد' سانده کلاں۔ لاہور

قیمت: 18:00 روپے

آئندہ ناول کی ایک جھلک

لنگڑا گروپ

مصنف......... اشتیاق احمد

محمود، فاروق، فرزانہ

اور

انسپکٹر جمشید سیریز

ناول نمبر 690

- لنگڑا گروپ سے ملیے... آپ دھک سے رہ جائیں گے۔
- نواب جاری کے والد کو قریباً سو سال پہلے کسی نے قتل کیا تھا۔
- اس نے ان کے باپ کو قتل کیا تھا اور...
- اور اب وہ انہیں بھی قتل کرنا چاہتا تھا؟
- انسپکٹر جمشید کو ایک خط ملا...
- وہ ح ت میں کیا آئے... بس حرکت میں برکت ہوتی چلی گئی۔
- اور جب وہ مجرم ان کے سامنے آیا تو...
- وہ کس حالت میں تھا...
- سو سالہ پرانے جرم کی کہانی...

انداز بک ڈپو

9/12 نصیر آباد' سانده کلاں۔ لاہور

قیمت: 18:00 روپے

آئندہ ناول کی ایک جھلک

محمود، فاروق، فرزانہ
اور
انسپکٹر جمشید سیریز
ناول نمبر 691

دیوتا کا چور

مصنف............اشتیاق احمد

- سیٹھ ریاض نے اپنے پائیں باغ سے آوازیں سنیں...
- کوئی ان کے باغ سے ایک پودا چرا لے جا رہا تھا۔
- ان کے جانے کے بعد انہوں نے ایک فون کیا۔
- فون کے جواب میں وہاں محمود، فاروق اور فرزانہ پہنچے۔
- سیٹھ ریاض افریقہ سے ایک پودے کے بیج لائے تھے۔
- ان بیجوں کو اگانے سے صرف ایک پودا اگ سکتا تھا۔
- اس پودے کی کہانی آپ کو حیرت میں ڈال دے گی۔
- اس بار محمود، فاروق اور فرزانہ بہت برے پھنسے تھے... ساتھ ہی اکرام بھی
- لیکن عین وقت پر
- جی نہیں... آپ جو سوچ رہے ہیں... عین وقت پر وہ نہیں ہوگا۔
- حیرت، سسپنس اور خوف میں ڈوبی ایک کہانی...

انداز بک ڈپو

9/12 نصیر آباد' سانده کلاں۔ لاہور

قیمت :18:00روپے

آئندہ ناول کی ایک جھلک

محمود، فاروق، فرزانہ
اور
انسپکٹر جمشید سیریز
ناول نمبر 692

چند قطرے خون

مصنف............اشتیاق احمد

- انسپکٹر جمشید کے دفتر میں ایک غریب ملازم کی آمد۔
- اس کے الفاظ حد درجے عجیب تھے۔
- انسپکٹر جمشید حرکت میں آنے پر مجبور ہو گئے۔
- لیکن یہ حرکت انہیں بہت مہنگی پڑی...
- آئی جی صاحب سے لے کر صدر تک ان کے مخالف ہو گئے۔
- ایک بہت بڑے آدمی پر قتل کا الزام تھا... وہ بہت بڑا آدمی ملک کے صدر تک کے لیے بہت بڑا اور اہم تھا۔
- اور یہ تمام لوگ چاہتے تھے... اس کے جرم کو دبا دیا جائے... چھپا دیا جائے
- لیکن وہ انسپکٹر جمشید ہی کیا... جو ایسی غلط بات مان لے۔
- ان کے راستے میں مشکلات کے پہاڑ...
- پیر سر توڑ شاہ سے ملیے... ایک خاص اور... ایک عجیب ناول...

انداز بک ڈپو

9/12 نصیر آباد' سانده کلاں۔ لاہور

قیمت :18:00روپے